اکرامِ امامِ احمد رضا

تصنیف

مفتی محمد برہان الحق جبلپوری

ترتیب و تحشیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

اکرامِ امام احمد رضا

۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

تصنیف

مفتی محمد برہان الحق جبلپوری
(خلیفۂ امام احمد رضا)

ترتیب و تحشیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

کتاب .... اکرام امام احمد رضا

مصنف .... مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مرتب .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کاتب .... الحاج مولانا شاہ محمد چشتی، قصور

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس، کراچی

طباعت ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء

اشاعت .... سوم

صفحات ۱۶۴

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارہ مسعودیہ، کراچی

ھدیہ ....

ملنے کے پتے

۱.....ادارۂ مسعودیہ، ۲/ ۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون ۲۶۱۴۷۴۷

۲.....ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی۔فون ۲۲۱۳۹۷۳

۳.....مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔فون ۴۹۲۶۱۱۰

۴.....ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 14-انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی۔فون ۲۲۱۰۴۱۲_۲۶۳۰۴۱۱

۵.....فرید بک اسٹال، ۳۸۔اردو بازار، لاہور۔فون ۷۲۲۴۸۹۹

خراجِ عقیدت

صحیح معنوں میں یہ ہستی "نوبل پرائز" کی مستحق ہے!

ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم
وائس چانسلر
مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
(بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

(۱)

راقم گزشتہ دس سال (۱۹۷۰ء - ۱۹۸۰ء) سے امام احمد رضا خاں بریلوی پر تحقیق کر رہا ہے، کوشش یہ رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نامعلوم باتیں سامنے آئیں، تاریکیاں دور ہوں، روشنیاں پھیلتی جائیں ــــ اسی جذبے کے تحت ان حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا جو امام احمد رضا سے بالواسطہ یا بلا واسطہ مستفیض ہوئے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کے تلمیذِ رشید اور خلیفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں عریضہ ارسال کیا، موصوف نے از راہِ کرم جواب سے نوازا اور تحریر فرمایا کہ وہ اکرام امام احمد رضا کے عنوان سے پہلے ہی اپنی یادداشتیں قلمبند کر رہے ہیں، راقم کے خط سے مزید تحریک ہوئی اور اس طرح یہ یادداشتیں مکمل کر کے مفتی محمد مکرم احمد (امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی) کو بھیجدی گئیں تاکہ کسی آنے جانیوالے کے ہاتھ بحفاظت راقم تک پہنچ جائیں۔ حسنِ اتفاق کہ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں ایک کرمفرما حاجی عثمان بھائی، احمد آباد سے دہلی ہوتے ہوئے حیدرآباد سندھ آئے، موصوف اپنے ساتھ یہ امانت بھی لیتے آئے اور مفتی ابوالخیر محمد زبیر (صدر المدرسین، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد سندھ) کے سپرد کردی، جب راقم حیدرآباد گیا تو ۱۷ فروری ۱۹۸۰ء کو مفتی صاحب موصوف نے یہ امانت راقم کو عنایت فرمائی، راقم ان حضرات کا تہِ دل سے ممنون ہے۔

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، متبحر عالم، ماہر طبیب اور صاحب بصیرت سیاستداں ہیں، ربیع الاول ۱۳۱۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اس وقت عمر شریف ۹۰ سال سے

تجاوز کر چکی ہے، اس ضعیف العمری اور علالت و نقاہت کے باوجود موصوف نے یہ محبت و شفقت فرمائی جس کے شکریہ کے لئے الفاظ نہیں پاتا، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور ان کا فیضِ ظاہری و باطنی جاری و ساری رہے - آمین -

مفتی صاحب نے مسودہ کے ساتھ امام احمد رضا کے بہت ہی نادر و نایاب غیر مطبوعہ مکاتیب و رسائل کی نقول اور فوٹو سٹیٹ کاپیاں بھی ارسال فرمائیں جس سے کتاب کی تاریخی حیثیت زیادہ اہم ہو گئی ـــــ مفتی صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا سے اپنے خاندان کے مراسم و تعلقات پر روشنی ڈالی ہے، جدِ امجد مولانا عبد الحکیم، والد ماجد مولانا عبد السلام اور خود ان پر امام احمد رضا نے جو نوازشات و عنایات فرمائیں، ان کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا مسودہ قلم برداشتہ یادداشت کی صورت میں لکھا گیا تھا اس لئے راقم نے دورِ جدید کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ترتیب و تدوین، تلخیص و تبویب کے فرائض انجام دئے -

(۲)

شخصیت کے حقیقی خد و خال معلوم کرنے کے لئے اس کی اپنی تحریروں اور دستی یادداشتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کے بیانات پر بھروسہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ ہم خود شخصیت سے قریب تر ہونے کی کوشش کریں ـــــ فاصلہ جتنا کم ہوگا، شخصیت اتنی ہی صاف شفاف نظر آئے گی ـــــ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عقیدت کا غلاف بھی چڑھ سکتا ہے اور نفرت و حقارت کا غبار بھی ـــــ تو بہتر یہی ہے کہ خود شخصیت کے قول و عمل کی کسوٹی پر اس کو پرکھیں، پھر جنہوں نے پرکھا ہے ان سے بھی پوچھ لیں کہ تم نے کیسا پایا ؟ ـــــ اگر امام احمد رضا پڑھتے وقت ہم خود کو امام احمد رضا کے قریب محسوس کرتے ہیں اور اہلِ محفل سے باتیں بھی کر سکتے ہیں ـــــ یہاں کوئی پردہ نہیں، جو چیز ہے سامنے ہے ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(۳)

امام احمد رضا پر پچھلے دس پندرہ سالوں میں پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کافی کام ہوا، اس کی تفصیلات خود ایک مقالے کی مقتضی ہیں مگر بیشتر لکھنے والوں نے معلوم باتوں کی طرف زیادہ توجہ دی اور نامعلوم باتوں کو تلاش نہ کیا اس لئے اتنا کچھ لکھے جانے کے باوجود ابھی اس کا عشر عشیر بھی سامنے نہ آیا جو اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا ہے راقم گذشتہ دس سال سے امام احمد رضا پر تحقیق کر رہا ہے لیکن یہ اعتراف کرنے میں کوئی خفت محسوس نہیں کرتا کہ اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود امام احمد رضا کی شخصیت و علمیت سے کماحقہ واقفیت حاصل نہ کر سکا ——— مطالعہ و تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ احساس ابھرتا جاتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں امام احمد رضا ہی ایسی واحد شخصیت کے مالک تھے جس کا ہر پہلو ایک بحر بیکراں معلوم ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ معاصرین کو دیئے جانے والے تمام القاب کے جامع ہیں ——— وہ "امام ربانی" بھی ہیں، "وہ شیخ الہند" بھی ہیں، وہ "سحبان الہند" بھی ہیں، وہ "امام الہند" بھی ہیں، "وہ حکیم الامت" بھی ہیں، وہ "رئیس الاحرار" بھی ہیں، وہ "شاعر مشرق" بھی ہیں، "وہ شیخ الاسلام" بھی ہیں ——— بیک وقت وہ بہت کچھ ہیں، یہ مبالغہ نہیں ——— شاید دس برس قبل راقم کو بھی یہ باتیں مبالغہ معلوم ہوتیں لیکن عین الیقین اور علم الیقین کے بعد مبالغہ نہ رہیں ———

امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لئے علم و اخلاص دونوں کی ضرورت ہے ——— حال ہی میں علوم ریاضیہ سے متعلق بعض قلمی حواشی جناب سید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملے، جب وہ اہل علم کے سامنے پیش کئے گئے تو تفہیم و تشریح مطالب سے ان کو عاجز پایا ———

امام احمد رضا علوم عقلیہ میں مہارت کے لحاظ سے ابو نصر فارابی، ابن سینا، ابو ریحان

البیرونی، ابنِ رشد، عمر خیام وغیرہم کی فہرست میں آتے ہیں بلکہ بعض خصوصیات میں ان مشاہیر سے بھی آگے نظر آتے ہیں ——— امام احمد رضا کی وسعتِ علم کو دیکھتے ہوئے ان بندگانِ خدا پر تعجب ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کلام کرتے ہیں، ذرا غور تو کریں جب ان کے غلاموں کی وسعتِ علم کا یہ عالم ہے تو آقائے دوجہاں کے علم کا کیا عالم ہوگا! ——— سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا علم رسول (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی وسعت کے لئے دلیل و برہان اور ایک کھلا معجزہ ہیں! اسی لئے شیخ ممتاز عطار دالجاوی (مسجد حرام، مکہ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے :-

فکانه من معجزات نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اظهره الله تعالیٰ علی ید هذا الامام الاوحد - (الدولة الملکیة، مطبوعہ کراچی، ص ۲۷)

"گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں، یہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔"

ذاتی مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جب تک ایسا سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ قائم نہیں ہوجاتا، جہاں مختلف علوم و فنون کے ماہرین جمع ہوکر امام احمد رضا پر کام کریں، کوئی جامع تحقیق ممکن نہیں ——— ویسے جزوی طور پہ پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کام ہو رہا ہے مگر انفرادی کوششوں سے اجتماعی کوشش بدرجہا بہتر ہے ———

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، نئی نئی باتیں سامنے آتی جاتی ہیں مثلاً ۱۹۸۰ء میں یہ بات معلوم ہوئی کہ سندھ کے مشہور عالم مفتی ظہور حسین درس علیہ الرحمہ کے والد ماجد مولانا عبدالکریم درس سے امام احمد رضا کی مراسلت تھی، یہ بات موصوف کے پوتوں مولانا اصغر حسین درس (کونسلر، کراچی میونسپل کارپوریشن) اور

مولانا اکبر حسین مدرس نے کراچی میں بتائی ——— انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے پاس امام احمد رضا کے مکاتیب و فتاویٰ بھی محفوظ ہیں ——— جہانیاں (ضلع ملتان، پاکستان) سے جناب خلیل احمد رانا نے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) کا ایک فائل بھیجا، مطالعہ کے دوران شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۴ء نظر سے گزرا ——— برما کے ایک عالم مفتی محمد سیف اللہ صدیقی نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز میں ایک منظوم استفتار کا منظوم جواب تحریر فرمایا جو کئی قسطوں میں شائع ہوا، آخری قسط مذکورہ شمارے میں ہے۔ مفتی صاحب موصوف امام احمد رضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

محقق زمانے کے با ارتضا ——— فقیہوں کے سرتاج احمد رضا
سمائے شرافت کے اک آفتاب ——— بحار جلالت کے دُرِّ خوشاب
بڑے عالم اہلِ سنت ہیں وہ ——— دل و جاں سے شیدائے سنت ہیں وہ
تصانیف سے انکی بھی ہے عیاں ——— اسی مجلسِ قدس کی خوبیاں

(تحفۂ حنفیہ، پٹنہ، ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ، ص ۲)

الغرض امام احمد رضا پر مطالعہ و تحقیق کا یہ عالم ہے کہ ؏
مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا

ان کی شخصیت، معمولی شخصیت نہیں، چودھویں صدی ہجری کے آغاز ہی میں ان کا شہرہ پاک و ہند کی سرحدیں عبور کر کے حرمین شریفین، بلادِ اسلامیہ، برما، چین، روس، امریکہ اور افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ مرجع ہر خاص و عام ہو گئے تھے ——— اس پر ان کے فتاویٰ گواہ ہیں۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج
سکرنڈ (ضلع نوابشاہ، سندھ)
پاکستان

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ
۲۸ مئی ۱۹۸۰ء

فاضل مصنف مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

جدِّ امجد — مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدرآبادی، متوفی ۱۲؍رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء۔

والدِ ماجد — مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری، متوفی ۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء۔

ولادت — ۲۱؍ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء، بمقام جبل پور (مدھیا پردیش، بھارت)

ابتدائی تعلیم — مدرسہ برہانیہ (جبل پور) میں فارسی عم محترم قاری بشیر الدین سے پڑھی، منقولات و معقولات کی تحصیل والدِ ماجد مولانا شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات — ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار بمبئی میں شرفِ نیاز حاصل کیا۔

بریلی حاضری — شوال ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں امام احمد رضا کے ارشادات قلمبند کئے، دارالعلوم منظرِ اسلام میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے، آپکے ہم درس رفقاء میں مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خاں اور مولانا امجد علی اعظمی قابلِ ذکر ہیں، کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

تحصیلِ علم توقیت — ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے

تو وہاں ان سے علم توقیت کی تحصیل کی، امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

دستارِ فضیلت و سندِ اجازت و خلافت: ۲۹ رجمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۴۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

تحریکِ ترکِ موالات: ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے، ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں کیں

تحریکِ پاکستان: ۱۹۴۰ء میں قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جد و جہد کی قائدِ اعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

دولت کدہ: جبل پور (مدھیا پردیش، بھارت) میں آپ کی ولادت ہوئی، بحمداللہ تعالےٰ حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ سال سے متجاوز ہے، تبلیغ و ارشاد، فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے مشاغل علمیہ و روحانیہ ہیں۔

تصانیف: تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں:۔

(۱) اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء) مطبوعہ کلکتہ۔

۲۔ سیف نۃ ؛ حصلوت عن جیل البدعات (۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) مطبوعہ الہ آباد

۳۔ البرھان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)

۴۔ الاھلال لشہادات رویتہ الھلال (مطبوعہ)

۵۔ روح الورد ھا النقح علی سوالات ھردا (مطبوعہ)

اولاد

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیاں راقم کے علم میں ہیں :۔

۱۔ مولانا انوار احمد (کراچی)

۲۔ حکیم مولوی محمود احمد (جبل پور)

۳۔ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جبل پور)

۴۔ عالیہ صدیقہ (زوجہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)

۵۔ جوہرۃ النیرہ (زوجہ جناب محمد فاروق شریف)

مشمولات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

عکسِ رضا ———— ۱۹ ۲۲

۱

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدرآبادی
۲۳ —— ۲۶

مولانا محمد عبدالکریم کے نام مولانا نقی علی خاں کی مطبوعات ——
مولانا عبدالکریم کا وصال —— امام احمد رضا کا عربی قطعۂ تاریخِ وفات

۲

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالسلام جبل پوری
۲۷ —— ۴۰

امام احمد رضا کی خدمت میں پہلی بار حاضری —— امام احمد رضا سے گفتگو
—— امام احمد رضا کے درس میں شرکت —— اجازت و خلافت
—— امام احمد رضا کا عربی خلافت نامہ ——
—— خطابِ عبدالسلام —— بلدۂ عبدالسلام قاری بشیر الدین کی علالت
—— مکتوباتِ امام احمد رضا —— قاری بشیر الدین کا انتقال
—— مولانا حسن رضا کا انتقال —— اہلیہ مولانا عبدالسلام کا انتقال
—— امام احمد رضا کا عربی تعزیت نامہ اور عربی قطعۂ تاریخِ وفات ——

مولانا عبدالسلام کے صاحبزادے محمود اشرف کا انتقال ——— امام احمد رضا کا تعزیت نامہ ———

۳

ندوۃ العلماء

۴۱ ——— ۴۹

لکھنؤ میں اجلاسِ ندوہ اور مولانا عبدالسلام کی شرکت ——— بریلی میں اجلاسِ ندوہ اور مولانا عبدالسلام و مولانا محمد حسین الہ آبادی کی شرکت ——— شبلی کی تقریر، شبلی کی تقریر پر مولانا عبدالسلام اور مولانا الہ آبادی کی تنقید ——— شبلی کی برہمی اور مولانا عبدالسلام و مولانا الہ آبادی کا واک آؤٹ ——— امام احمد رضا کا رسالہ "حقائق نما" اور شبلی نعمانی ——— پٹنہ میں اجلاسِ ندوہ ——— پٹنہ میں مدرسہ حنفیہ اسلامیہ کے اجلاس اور علمائے اہلسنت کی شرکت ——— امام احمد رضا کی آمد اور مسلسل تین گھنٹے تقریر ——— کلکتہ میں اجلاسِ ندوہ ——— کلکتہ میں اہلِ سنت کا اجلاس اور امام احمد رضا کی آمد ——— بنگلور میں اجلاسِ ندوہ ——— بنگلور میں اہلِ سنت کا اجلاس اور مولانا عبدالسلام کی تقریریں ——— علمائے حرمین شریفین کے فتوے ———

۴

امام احمد رضا اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

۵۱ ——— ۶۵

ولادت ——— قطعۂ تاریخ ولادت ——— ابتدائی تعلیم ——— جبل پور میں طاعون کی وبا ——— علالت ——— خواب اور اس کی تعبیر

امام احمد رضا سے بمبئی میں پہلی ملاقات ـــــ بریلی پہلی بار حاضری
ـــــ عرضِ سلام ـــــ بخششِ عمامہ ـــــ تلمذ و فتویٰ نویسی ـــــ
ڈاکٹر سر ضیاء الدین، امام احمد رضا کی خدمت میں ـــــ ایک عینی شہادت
ـــــ صاحبزادی کی رحلت اور امام احمد رضا کی تعزیت ـــــ
بریلی سے واپسی ـــــ جبل پور میں طاعون کی وبا ـــــ
اہلیۂ مفتی برہان الحق کی شدید علالت اور امام احمد رضا کا فیضِ باطنی ـــــ
امام احمد رضا کا والا نامہ ـــــ مفتی برہان الحق کی صاحبزادیوں کا انتقال
ـــــ امام احمد رضا کا تعزیت نامہ ـــــ جبل پور میں جلسۂ دستارِ
فضیلت ـــــ اجازت و عمامہ ـــــ سپاس نامہ ـــــ
سندِ خلافت ـــــ تقریظ اجلال الیقین ـــــ بریلی حاضری ـــــ
کانگریسی اور خلافتی جلسے کے ارکانِ وفد میں شرکت ـــــ ابوالکلام آزاد
سے دو ٹوک باتیں ـــــ جبل پور واپسی ـــــ صاحبزادی،
صاحبزادے اور چچا کا انتقال ـــــ امام احمد رضا کا تعزیت نامہ
ـــــ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں سے مراسمِ محبت و اخلاص ـــــ

۵

اسفارِ امام احمد رضا

۷۷ ـــــ ۱۰۱

سفرِ کلکتہ ـــــ سفرِ عظیم آباد پٹنہ ـــــ سفرِ بمبئی ـــــ حرمین کو روانگی
ـــــ حرمین سے واپسی ـــــ بمبئی میں نمازِ جمعہ کی امامت ـــــ
وعظ و تقریر ـــــ ایک عجیب نظارہ ـــــ مجذوب کی زیارت
ـــــ سفرِ اجمیر شریف ـــــ جبل پور کا پہلا سفر ـــــ
مکتوباتِ امام احمد رضا ـــــ جبل پور میں مختصر قیام ـــــ

جبل پور کا دوسرا سفر ـــــ مفتی برہان الحق کی بریلی حاضری ـــــ
سفر کی تیاریاں ـــــ نمازِ فجر با جماعت اور جبل پور روانگی ـــــ
پرتاب گڑھ میں نمازِ ظہر با جماعت ـــــ الٰہ آباد میں نمازِ مغرب با جماعت
ـــــ الٰہ آباد کی سیر ـــــ کٹنی اسٹیشن پر استقبال ـــــ
سلیمنا باد پر استقبال اور فجر کی نماز با جماعت ـــــ جبل پور میں آمد اور
شاندار استقبال ـــــ جبل پور کے معمولات ـــــ بچوں پر
شفقت ـــــ سیر و تفریح ـــــ بھیڑا گھاٹ ـــــ "پنچ پٹی"،
"بندر کودنی" اور "چونسٹھ جوگنی" کی سیر ـــــ "دھواں دھار" اور
"دودھ مٹھن" کا نظارہ ـــــ عبدالکریم پہلوان کے کرتب ـــــ
دریائے نربدا کی سیر ـــــ امام احمد رضا کی اذان ـــــ
واقعاتِ تقویٰ ـــــ جبل پور میں ایک ماہ اور چار دن قیام ـــــ
بریلی واپسی ـــــ مکتوباتِ امام احمد رضا ـــــ

٦

تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات

۱۰۳ ـــــ ۱۱۰

تحریکِ خلافت و تحریکِ ترکِ موالات ـــــ امام احمد رضا اور ان کے
ہمنواؤں کے خلاف شدید مہم ـــــ تحریکِ خلافت اور رسالہ
دوام العیش ـــــ تحریکِ ترکِ موالات و رسالہ المحجۃ المؤتمنہ ـــــ
مولانا عبدالباری اور العطایا القدیر ـــــ کانگریس اور خلافت کمیٹی کا
مشترکہ جلاسِ بریلی ـــــ امام احمد رضا کا وفد ـــــ ارکانِ وفد
میں مفتی برہان الحق کی شمولیت اور ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں
ـــــ جماعت رضائے مصطفےٰ کا طنز۔ اشتہار "اتمامِ حجت تامہ" اور ابوالکلام آزاد ـــــ

۷

وصالِ امام احمد رضا

۱۱۱ — ۱۱۹

امام احمد رضا کی علالت ——— امام احمد رضا کا آخری خط ———
امام احمد رضا کی بے نظیر طمانیت و استقامت ——— امام احمد رضا کا وصال
——— جبل پور میں فاتحہ خوانی ———

۸

مکاتیبِ امام احمد رضا

۱۲۱ — ۱۴۲

۹

نوادراتِ امام احمد رضا

۱۴۳ — ۱۶۴

عکسِ رضا

کتاب "اکرامِ امام احمد رضا" آپ کے سامنے ہے ——— اس کو پڑھ کر امام احمد رضا کی جو تصویر ابھرتی ہے، ذرا اس کو بھی دیکھتے چلیں ———

سفر و حضر، سیر و تفریح، کلام و طعام، خوشی و غم، غرض وہ کسی حالت میں بھی اپنے مولیٰ سے غافل نہیں، اس کے ذکر و فکر میں مصروف ہے ——— اور اس کے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار تو اس کے دل کی بہار تھے ——— دیکھنے والوں نے اس کی محفل میں انوار برستے دیکھے ——— اس کی سیرت آئینۂ شریعت تھی ——— سفر و حضر میں نماز باجماعت کا وہ اہتمام کہ باید و شاید ——— علالت اور شدتِ نقاہت کے باوجود وہ عصا کے سہارے اپنے مولیٰ کے حضور کھڑا نظر آتا ہے ——— جب تک دم میں دم رہا، اس نے دامنِ ادب ہاتھ سے نہ چھوڑا ——— اس نے سر جھکایا تو خدا ہی کے آگے جھکایا اور غیر اللہ کے لئے سجدۂ تعظیمی حرام قرار دیا ———

اس نے دردمندی و دلسوزی کے ساتھ ملت کی خدمت کی ——— ہر کٹھن مرحلے پر رہنمائی کی ——— تحریکِ خلافت میں خلافتِ شرعیہ کے حقیقی مفہوم کو اس نے پامال ہونے نہ دیا اور رسالہ "دوام العیش" لکھ کر کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا ——— تحریکِ ترکِ موالات میں اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف سخت جدوجہد کی اور دو قومی نظریہ کو پھر زندہ کیا ——— شدتِ علالت اور مرض الموت کے باوجود اس نے رسالہ "المحجۃ المؤتمنۃ" لکھ کر کفر و اسلام کے فرق مٹانے والوں کو للکارا

تبلیغ و اشاعتِ دینِ متین میں وہ ساری عمر سرگرمِ عمل رہا ——— وہ ایسا

خلوت نشین تھا کہ اپنے شہر کے گلی کوچوں سے بے خبر ——— اور ایسا جلوت پسند تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق اور تبلیغِ دین کے لیے پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا ——— وہ کلکتہ گیا ——— وہ بمبئی گیا ——— وہ عظیم آباد گیا ——— وہ جبل پور گیا ——— اور نہ معلوم کہاں کہاں گیا ! ——— مدنی آقا نے ارشاد فرمایا :-

لا یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون

"تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ دیکھنے والے اسکو دیوانہ نہ کہنے لگیں ———"

کفایت علی کافی نے کس دلسوزی سے اس دیوانگی کی آرزو کی ہے ؎

دشتِ طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے
دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

اور اقبال بھی اسی دیوانگی میں نظارۂ حیات کر رہا ہے ؎

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

جگر نے اسی دیوانگی میں بگڑے کام سنورتے دیکھے ؎

کاروبارِ جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بیخودی سے ملتا ہے

امام احمد رضا اندیشۂ این و آں سے بے نیاز تھا ——— وہ دیوانہ تھا دیوانہ ——— دیکھنے والوں نے اس کے زمانے میں کوئی اس جیسا دیوانہ نہ دیکھا ——— اس نے جو کچھ کیا اسی دیوانگی میں کیا ——— اور جو کچھ کہا اسی دیوانگی میں کہا ——— اسی لئے جن کو کہا انہوں نے بھی یہی کہا ——— ہم اس سے تعزیت نہیں کرتے، وہ جو کچھ کہتا ہے مصطفےٰ کی محبت میں کہتا ہے ——— یہ تو مصطفےٰ کا دیوانہ ہے ———

اس نے قدم قدم پر تقویٰ شعاری کے نشانات چھوڑے ہیں ـــــ اس کی دیانت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دعوت میں اپنے آگے رکھی ہوئی چیز بغیر صاحبِ خانہ کی اجازت کے اپنے ساتھیوں کو نہ دیتا تھا ـــــ اس نے دعوت میں مسجد کا ٹھنڈا پانی پینے سے انکار کر دیا کہ مسجد کا پانی صرف اور صرف نمازیوں کے لئے ہے ـــــ اس نے ہمیشہ اس راگ سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھا، جس کا سننا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا ـــــ اس نے اپنی رضا کو خدا اور رسول کی رضا پر قربان کر دیا تھا ـــــ

وہ مظہرِ خلقِ عظیم تھا ـــــ اس نے حسنِ خلق کے روشن نمونے چھوڑے ہیں ـــــ وہ بزرگوں کا احترام کرتا تھا اور چھوٹوں پر شفقت کرتا تھا ـــــ اپنے دوستوں اور مریدوں کی اس حد تک دلداری کرتا تھا کہ علالت و نقاہت کے باوجود ان کی دعوت رد نہ کرتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ـــــ عطا و بخشش میں وہ پیش پیش تھا ـــــ اس نے ہاتھ پھیلا کر مسندِ رسول کو رسوا نہ کیا ـــــ اس نے اپنا ہاتھ اپنے آقا کی طرح اونچا ہی رکھا ـــــ اس نے اپنے دوستوں کو کبھی مایوس نہ کیا ـــــ وہ بڑی مستعدی سے ہر خط کا جواب لکھتا ـــــ اس کا قلم ایسا چلا کہ نصف صدی تک چلتا ہی رہا ـــــ اس نے لمحۂ وصال تک قلم نہ چھوڑا ـــــ علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ـــــ وہ شکر گزار بندہ تھا اور شکر گزار بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات کو کیسے فراموش کر سکتا ہے؟

اس کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ وہ معقولات و منقولات میں یگانۂ روزگار تھا ـــــ علمِ ریاضی میں ڈاکٹر ضیاء الدین نے اس سے استفادہ کیا اور علمِ توقیت میں مفتی برہان الحق نے اس کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا ـــــ تاریخ گوئی میں وہ یگانۂ روزگار تھا ـــــ وہ عرب شعراء کی طرح عربی میں شعر کہتا تھا ـــــ

اس نے ایک انقلاب انگیز اور متحرک زندگی گزاری ——— اس کی زندگی میں حرکت ہی حرکت نظر آتی ہے ——— اس نے زندگی بھر دینِ متین کی خدمت کی ——— کوئی لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ گزارا ——— طمانیتِ قلب کے ساتھ وہ موت کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے ——— اس کی طمانیت حیرت انگیز ہے ——— وصال سے صرف دو ہفتے قبل اس نے سفرِ آخرت کی ایسی دلجمعی اور اطمینان سے خبر دی جیسے دنیا میں کوئی کسی سفر پر جا رہا ہو ——— موت کے لئے خدا کے محبوبوں کے سوا کسی کو ایسا تیار نہ دیکھا جس طرح امام احمد رضا کو تیار پایا ——— وہ ہنستا مسکراتا اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

ا

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدرآبادی

قلت تاریخ عیشہ الابدی
دام عبدالکریم خلد کرام
امام احمد رضا

ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما
نحمد اللہ تعالیٰ حمد الشاکرین ونصلی
ونسلم علیٰ من رضاہ رضا رب العٰلمین سیدنا
ومولانا محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین
وعلیٰ الہ واصحٰبہٖ الطیبین الطاہرین واولیاء
امتہ وعلماء ملتہ وعباد اللہ الصالحین
المفلحین وعلینا معہم اجمعین۔

فقیر حقیر عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری، اپنے استاد و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اکرامات وانعامات واحسانات، علمی وظاہری، باطنی وصوری، معنوی و روحانی فقیر بے توقیر کے خاندان پر ہوئے اور ہیں؛ ان کا مختصر خاکہ سپردِ قلم کرنے کی سعادت و برکت حاصل کرتا ہے وباللہ التوفیق۔

حضرتِ جدِ امجد مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدرآبادی اور اعلیٰ حضرت کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی، اعلیٰ حضرت کا شباب تھا اور جدِ امجد کی ضعیفی کا زمانہ تھا، دونوں بزرگوں کے درمیان کچھ تحریری سلسلۂ تعارف تھا جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے والدِ ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی مندرجہ ذیل چار مطبوعہ تصانیف جدِ امجد کے نام ارسال فرمائیں :-

۱۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد [1]

۲۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان [2]

۳۔ ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ [3]

۴۔ سرور القلوب بذکر المحبوب

ہر کتاب کے سرورق کے حاشیے پر تحریر ہے :۔

مولانا مولوی محمد عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر احمد رضا خاں عفی عنہ

۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ ہجری

جد امجد کا وصال ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو ہوا، وصال سے قبل اپنے صاحبزادگان قاری بشیر الدین، حافظ عبد الشکور، حافظ احمد سعید، حافظ غوث احمد، میرے والد ماجد مولانا عبد السلام اور اپنے بھانجے سید عبد الرحیم کو بلایا اور کچھ نصیحتیں فرمائیں پھر والد ماجد سے فرمایا لکھو ؂

سر بدعت بریدہ بہر اللہ
مات عبد الکریم فی شوقہ
۱۳۱۷ = ۲ - ۱۳۱۹ھ

دوسرے مصرعہ کے عدد ۱۳۱۹ ہیں۔ ان میں سے پہلے مصرعہ کی ب کے عدد ۲ تفریق کئے جائیں تو سالِ وفات ۱۳۱۷ھ نکل آتا ہے۔ بدعت کا سر کاٹنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ زندگی اتباعِ شریعت و سنت میں گزاری جائے اور دنیا سے اس طرح جائے کہ دامنِ تقویٰ غبارِ بدعت سے آلودہ نہ ہو۔

---

[1] یہ کتاب ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء میں پہلی بار مطبع صبح صادق، سیتاپور میں طبع ہوئی۔
[2] یہ کتاب " " " " " " "
[3] یہ کتاب " " " " " " " مسعود

حضرت جدِ امجد نے یہ مادۂ تاریخ خود ارشاد فرمایا اور خدا کی شان اسی روز ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۸ء کو دن کے گیارہ بجکر ۲۰ منٹ پر وصال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد عصر کی نماز کے بعد جنازہ عیدگاہ کلاں لے جایا گیا جہاں ہزاروں معتقدین و متوسلین نے بعد نمازِ مغرب نمازِ جنازہ ادا کی اور پھر عیدگاہ کے شمال مشرقی کونے میں آپ کو آغوشِ لحد میں لٹا دیا گیا۔

وصال کے فوراً بعد بذریعہ تار بریلی اطلاع دی گئی۔ اعلیٰحضرت نے تعزیت و تلقینِ صبر و استقامت کے ساتھ عربی میں جو قطعۂ تاریخ تحریر فرمایا، بلاشبہ فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار ہے، ملاحظہ فرمائیں ؎

قیل مات الزکی عبد الکریم — قلت کلا بل احتظی بدوام

حی عن بنیہ فکیف یموت — انما المیت ھالک الاوھام

ایموت الذی خلف؟ — سلم اللہ مثل عبد السلام

جبل الدین راسخ بقیامہ — فی جبلفور شامخ الاعلام

قلت تاریخ عیشہ الابدی

دام عبد الکریم خلد کرام

—— ۱۳۱۷ھ ——

یہ کتبہ مقبرے شریف کے مغربی دروازے کی داہنی جانب باہر سنگِ مرمر پر کندہ، دیوار میں نصب ہے۔

۲

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبد السلام جبل پوری

وسالم دینه عبد السلام
له علم به عمل سدید

امام احمد رضا

بسم الله الرحمن الرحيم

جنة الفردوس في الدنيا حكت   جبل نور الهند دار المتقين

إن مولانا بها قد شرعت   منه أنوار تسر الناظرين

(مولوي محمد عبد السلام) أخبرت   عنه ذكرى الخير بين العالمين

هو كالبستان منه أثمرت   زنبق العطر وحسن الياسمين

أو نهور جاريات أرسلت   ماؤها شهد لظمأ الشاربين

وله في الخير أيدٍ أمطرت   صيب فيض العلم تهدي الزائرين

داره فيها لطيف أرخت   فادخلوها بسلام آمنين

الشاعر المصري

السيد محمد فهمي الزيفي

دكتور في

الفلسفة والآداب

میرے فاضل، مرحبا جادو بیانی پر تری　　حبّذا، طرزِ جدیدِ وعظ خوانی پر تری
واہ وا! ایسی طبیعت کی روانی پر تری　　آفریں، اس نکتہ رانی، نکتہ دانی پر تری
شمع ہے تو عالموں کی انجمن کیواسطے
فکر تیرا دام ہے، مرغِ سخن کیواسطے

بلبلِ ہندوستاں تو، ہند ہے گلشن ترا　　پُر ہے نو گُل ہائے مضموں سے سدا دامن ترا
جس کا دانہ دانہ خرمن ہے، وہ ہے خرمن ترا　　دوسروں کے سو تصنّع، ایک سادہ پن ترا
نقشِ تصویرِ معانی کے لئے مانی ہے تو
ہند کے خطہ میں عالم، ایک لاثانی ہے تو

تیرے باغِ علم کے عالم ہیں تیرے باغباں　　معجزہ کہتے ہیں جس کو، ہے ترا طرزِ بیاں
چشمۂ کوثر میں ہے، دھوئی ہوئی تیری زباں　　جو ادا تجھ میں نکلتی ہے، وہ اوروں میں کہاں؟
از ہمہ خوباں بہ رعنائی، یگانہ بودہٗ
وز کمالِ خویش، در عالم، فسانہ بودہٗ

سر بہ فکرِ وعظ جب تیری طبیعت ہوگئی　　لطف قرباں ہوگیا، صدقے فصاحت ہوگئی
تیرے طوفانِ بیاں سے ایسی حالت ہوگئی　　سطر سطر موجۂ بحرِ بلاغت ہوگئی
یہ کہیں روح القدس کی کار فرمائی نہ ہو
وعظ کے پردہ میں اعجازِ مسیحائی نہ ہو

کی ہے خالق نے عطا، چشمِ حقائق جُو تجھے　　ہو دلِ پُر درد جس میں، وہ دیا پہلو تجھے
حق نما تجھ کو بنایا حق نے اور حق گو تجھے　　نیک فطرت اک جہاں کہتا ہے اور خوش خو تجھے
معدنِ تحقیق ہے تو مولوی عبدالسلام
کاشفِ تدقیق ہے تو مولوی عبدالسلام

سید عبدالحکیم، بنگلور (جنوبی ہند)
(۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

۲

حضرتِ جدِ امجد نے اپنی زندگی میں والدِ ماجد مولانا عبدالسلام کو اعلیٰ حضرت کی طرف متوجہ کیا چنانچہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں بریلی میں ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا، والدِ ماجد کے نام خصوصی دعوت نامہ آیا، حضرتِ جدِ امجد نے خوشی سے اجازت دیدی اور فرمایا :-

" ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ضرور ملنا، اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال، انتہائی عروج و کمال پر ہے، جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کرسکو، تمہارے خاندان کے لئے باعثِ رحمت و برکت و سعادت و سربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے علم و فضل و سعادت حاصل کرنے کا ان شاء اللہ ذریعہ اور سبب ہے "

والدِ ماجد بریلی روانہ ہوئے، الٰہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہو گیا، اجلاس میں شرکت ہوئی لیکن مولانا محمد حسین الٰہ آبادی کے اعتراض پر شبلی کی برہمی اور بدزبانی نے بدمزگی پیدا کردی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) چنانچہ یہ دونوں حضرات جلسے سے واک آؤٹ کرگئے، چلتے ہوئے والدِ ماجد نے امام احمد رضا کے رسالے " سوالاتِ حقائق نما بروس ندوۃ العلماء " پر دستخط کرکے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا :-

" اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے ــــــ "

اس واقعہ کے بعد والد ماجد محلہ سوداگراں (بریلی) میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ ان کی پہلی حاضری تھی ——— والد ماجد نے ایک پرچہ پہ اپنا نام لکھ کر ایک بچہ کے ہاتھ اندر بھیجا، چند منٹ بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے، السلام علیکم فرمایا ——— ہاتھ میں ایک لفافہ تھا، والد ماجد سے معانقہ کیا اور فرمایا :۔

"یہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ ابھی مجھے لفافہ ملا، خط پڑھ رہا تھا اور اس فقرہ پہ نظر تھی :

"فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے، اس پر نظر کرم فرماکر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضان علوم ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں۔

عین اسی وقت آپ کا رقعہ ملا، آپ کا اسم گرامی پڑھ کر معاً متصور ہوا کہ یہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقیر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں، ماشاء اللہ و بارک اللہ"

اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے حضرت جد امجد کی خیریت پرسی کے بعد بریلی آنے کا سبب دریافت فرمایا، والد ماجد نے ندوہ کی روداد، شبلی سے گفتگو، سوالات حقائق نما کے ٹائٹل پر مجلس عاملہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات کہتے ہوئے شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ سنایا ——— اعلیٰ حضرت نے توجہ کے ساتھ تمام واقعات سن کر والد ماجد کو سینے سے لگا کر فرمایا :۔

"ماشاء اللہ! آپ نے فقیر کی بہترین نیابت و وکالت فرمائی بارک اللہ!"

اور بے حد مسرت کے ساتھ دریافت فرمایا :۔

"کہاں قیام ہے ؟"

عرض کیا ——— ڈپٹی اشفاق حسین کے یہاں ——— اعلیٰ حضرت نے

ڈپٹی صاحب کے یہاں سے سامان منگوالیا۔

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تعلیم کا یہ آخری دور تھا چنانچہ والد ماجد بھی انہیں کے ساتھ امام احمد رضا کے درس میں شریک ہوگئے اور دس مہینے مسلسل امام احمد رضا کے فیض علمی و عملی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور بیعت وارشاد کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے ——— اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی علمی و عملی، ذہنی و اخلاقی قابلیت و صلاحیت کا بنظر عمیق معائنہ فرمایا اور پھر افتاء و وعظ اور درس کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسل میں بیعت و اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا، عربی میں ایک سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے نوازا ——— امام احمد رضا کی سند ملاحظہ فرمائیں جو ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو خود تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خصص ھٰذہ الامۃ المرحومۃ ببرکات الاسناد وسلاسل الاولیاء الامجاد والصلوٰۃ والسلام علی سید الاسیاد سیدنا ومولانا محمد و اٰلہ وصحبہ الکرام الی یوم التناد اٰمین۔

وبعد فقد سألنی العالم العامل الفاضل الکامل تقی الشباب نقی الثیاب المتحلی بحلیۃ الفضل المعنوی والکمال الصوری مولانا المولوی محمد عبد السلام الجبلفوری زین اللہ وجھہ وقلبہ بالضیاء النوری اجازۃ الصحاح الستۃ وسائر کتب الاحادیث والفقہ والتفسیر والکلام وغیرھا من مرویاتی عن الجلۃ الکرام واذن الوعظ والتدریس والافتاء والارشاد الی طریقۃ العرفاء الاسیاد تحسین ظن منہ بھٰذا الفقیر فی ذٰلک

وان لم اكن اهلا لما هنالك فاجبته اليه لما
رأيت من اهليته لديه و اجزته بجميع ما اجازني
به شيخي وسيدي ومولائي ومرشدي وكنزي و
ذخري ليومي وغدي السيد الشاه آل الرسول الاحمدي
المارهروي وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة
احمد بن زين بن دحلان والسيد الجليل حسين
بن صالح جمل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن
بن عبد الله السراج المكيون والشيخ الاجل السيد
الشاه ابو الحسين احمد النوري حفيد حضرة شيخي
و بجميع ما انا ماذون به من السلاسل العلية
القادرية القديمة والجديدة والرزاقية و
المنورية والاهدلية والجشتية والسهروردية
والنقشبندية القديمات والجديدات والبديعية
والعلوية المنامية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب
النور والبهار في اسانيد الحديث وسلاسل الاوليا ء
فكل ما فيه عن حضرة شيخي رضى الله تعالى عنه فانا
ماذون به من لدنه وما فيه وعن غيره فانا مجاز به
عن حضرة حفيده وحامل خيره وكذلك اجزته
بالوعظ والافتاء والتدريس بشرائطها المعلومة
عند اهلها فليتثبت و ليخش الخطأ والغلط والجرأة
والشطط وليتق الله ربه و لاينسني من دعائه الصالح
كان الله لى وله في الدنيا والآخرة ومنحنا جميعا في
الدارين نعمه الفاخرة آمين - وكان ذلك لثلاث

خلون من ذی القعدة الحرام یوم الجمعة المبارکة افضل الایام سنة ۱۳۱۳ من هجرة سید الانام علیه وعلیٰ اٰله الکرام افضل الصلوٰة والسلام والحمد لله رب العٰلمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]

مہر مستطیل

اعلیٰ حضرت والد ماجد پر بہت کرم فرماتے تھے اور ان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء کو امام احمد رضا، جبل پور تشریف لائے، ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو مدرسہ برہانیہ میں جلسۂ دستارِ فضیلت ہوا، اس میں امام احمد رضا نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر ایک عجیب شاہکار تھی، ہر فرد محوِ سماعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان اور محبت و عنایت کا جو بیان فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا۔ دورانِ تقریر حضرت والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات اور بہترین کلماتِ خیر ارشاد فرمانے کے بعد نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا :-

" اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبد السلام کی ذاتِ ستودہ صفات صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عبد الاسلام ہے اور میں آج سے مولانا عبد السلام کے القاب میں خطاب عبد الاسلام

---

[1] اس سند کا عکس کتاب کے آخر میں " نوادراتِ امام احمد رضا " کے تحت پیش کر دیا گیا ہے۔ مسعود

کا اضافہ کرتا ہوں، آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ علیہ السلام بولا اور لکھا جائے۔"

ان مقدس کلمات کے سنتے ہی مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں تکبیر کہہ کر خلوص و محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔ والد ماجد اعلیٰحضرت کے قدموں کی طرف جھکے، اعلیٰ حضرت نے سینے سے لگا لیا اور دیر تک لگائے رہے، عجیب روح پرور، ایمان افروز اور دلکش منظر تھا اور نزولِ رحمت و برکت و سعادت کا وقت تھا، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی، والد نے اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کا بوسہ لیا، اعلیٰ حضرت نے آپ کی پیشانی چومی، جب تک یہ منظر رہا، پورا مجمع کھڑا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتا رہا، پھر اعلیٰ حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے اور مجمع بھی بیٹھ گیا۔

اعلیٰ حضرت کو والد ماجد سے خاص تعلق تھا، اس خصوصی تعلق کا خوشی و غمی ہر موقع پر اظہار ملتا ہے، ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں چچا قاری بشیر الدین کا انتقال ہوا، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں بھائی محمود اشرف کا انتقال ہوا۔ ان سب مواقع پر امام احمد رضا نے دلداری و غمخواری کی اور تعزیت نامے ارسال فرمائے۔

اعلیٰحضرت صفر المظفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں جبل پور تشریف لائے، بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے، اس وقت چچا قاری بشیر الدین علیل تھے، ماہ شعبان میں مرض نے شدت اختیار کی، اعلیٰحضرت کو عریضہ لکھا گیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل والا نامہ صادر ہوا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ مولانا المبجل المکرم المفخم المعظم ذی الفضل التام و الفیض العام والعز والاکرام مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام دام مجدہ و انجم جدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

نوازش نامہ تشریف لایا، مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ مولٰنا قاری بشیر الدین صاحب سلمہ اللہ وعافاہ کو عافیتِ تامہ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے بمنّہٖ وکرمہٖ آمین! امید کہ ان کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں، اعمال شفاء کہ عرض کر آیا تھا، استعمال فرماتے جائیں واللہ الشافی الکافی یشفی ویعافی ——— کھانے کو جو چیز دی جائے، سورۂ طارق شریف دم کر کے دی جائے، یہ تعویذ حاضر کرتا ہوں گلے میں ڈالیں اور خیر خیریت سے مطلع فرمائیں، والدہ ماجدہ کی خدمت میں فقیر کا سلام عرض کریں، نیز مولانا قاری صاحب واندرونِ خانہ ونور العین برہان میاں وزاہد میاں وسائر احباب کو سلامِ سنت الاسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہٗ

از بریلی ۱۲ر شعبان ۱۳۲۶ھ

یوم الاربعاء

قاری بشیر الدین صاحب برابر علیل رہے، ۲ر شوال ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو صبح نمازِ فجر کے وقت ان کا انتقال ہو گیا، دوسرے دن یعنی ۳ر شوال ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو بریلی میں اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا خاں کا وصال ہوا، ادھر سے چچا کے انتقال کا تار گیا اور اُدھر مولانا حسن رضا خاں کے انتقال کا تار آیا، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع کی گئی تو آپ نے تعزیت کے ساتھ عربی میں ایک قطعۂ تاریخ بھی ارسال فرمایا۔ اعلیٰ حضرت کا تعزیت نامہ اور قطعہ عربی ملاحظہ فرمائیں :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظۂ سامی جامع الفضائل قامع الرذائل لامع الفواضل ذی الکرم والکرامۃ والاکرام مولانا محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی دامت معالیہ و بورکت ایامہ وحیاتہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ :-

ان للّٰہ ما اخذ وما اعطٰی وکل شیئٍ عندہ لاجل مسمی وان من اللّٰہ عزاء فی کل مصیبۃ وخلفا من کل فائت وانما المحروم من حرم الثواب وانما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیر حساب وبشر الصّٰبرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون

وفی الصبر مرارۃ یعقبہا حلاوۃ یعلوھا طلاوۃ فالہمکم الصبر واعظم لکم الاجر واخلف لکم الخیر وحفظکم عن کل ضیر وغفر المرحومۃ ووقہا عذاب القبر وبیض وجہہا ورفع فی علیین کتابہا واجزل فی دار النعیم ثوابہا آمین آمین !

بر صاحبزادگان وسائر احبابِ اہلِ سنت سلام ودعائے رحمت و عافیت ، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ یوم الجمعہ ۲۵ھ [1]

---

[1] اس مکتوبِ گرامی کا عکس کتاب کے آخر میں "مراسلاتِ امام احمد رضا" کے تحت پیش کر دیا گیا ہے۔ مسعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفہ امینہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجۂ مقدسہ
جناب فضائل نصاب فواضل مآب حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری ادامہ اللہ
بالفیض النوری، آمین!

حلت لمن عبد السلام حلیلۃ
فی العدن وھی حصینۃ و رزینۃ
ھی للعفاف مدی الحیٰوۃ لزینۃ
و بعفوربی فی الممات مزینۃ
سال الرضا عام الوفاۃ مع الدعا
قلتُ ارحم التابوت فیہ سکینۃ
۱۳۲۹ھ

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس[1]

۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں میرا بھائی تولد ہوا جس کا نام اعلیٰ حضرت نے محمود اشرف رکھا، ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء کو اس بھائی کا انتقال ہو گیا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع دی گئی، آپ نے والد ماجد کے نام مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ مولانا المبجل المکرم المعظم ذی المجد الاتم والفضل والکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ و بورکت ایامہ ولیالیہ آمین

---

[1] اس قطعۂ تاریخ وفات کا عکس کتاب کے آخر میں نوادرات امام احمد رضا کے تحت پیش کر دیا گیا ہے۔ مستعا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کان اللہ لکم فی الدنیا والآخرہ :۔

تصدیقات سامی تشریف لائیں، رسالہ درۃ التاج بھی ملا،

عزیزیکان محمود اشرف جعلہ اللہ تعالٰی فرطا لکم و اعظم اجورکم و اتم نورکم وادام صبورکم واجزل سرورکم فی الدین والدنیا والآخرۃ ، انا للہ و انا الیہ راجعون ان للہ ما اخذ و ما اعطی وکل شیئ عندہ لاجل مسمی انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم۔ اللہ تعالٰی برہان میاں کو برہان السنہ، برہان الاسلام، برہان الدین کرے، اللھم آمین اللھم آمین اللھم آمین!

دفع اختلاج کے لئے ۱۰بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ پانی پر روز دم فرماکر دو ایک جرعہ نوش فرمالیا کیجئے نیز ہر نماز کے بعد ۱۱ بار یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم دل پر اکن مستقیم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین، اول آخر درودِ غوثیہ ایک ایک بار پڑھ کر دل پر دم فرمالیا کیجئے۔

فقیر دعاگو ان دنوں مبتلائے افکار تھا اور ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، چیچک کی کثرت رہی، فقیر کا ایک نواسہ قدسی نام، ڈیڑھ برس کا اسی میں جاں بحق تسلیم ہوا، دوسرے نواسے کو بشدت نکلی، تیسرے پر اس سے پہلے ہی بہت امراض کا زور تھا، انہیں میں چیچک بھی نکلی، چوتھے کے جو سب میں بڑا ہے کم نکلی، چھوٹا نبیرہ بشدت اس میں مبتلا ہوا، یہ سب بحمدہٖ تعالٰی یکے بعد دیگرے شفایاب ہوگئے، وللہ الحمد!

رامپور کے بعض اہل سنت نے مسئلۂ اذانِ ثانی میں

مخالفت کی اور وہابیہ نے ان کا ساتھ دیا، ان کے رد کے پرچے حاضر کرتا ہے اور دوسرا نیاز نامہ نہایت ضروری اللحاظ ہے، ملاحظہ ہو۔

مولوی برہان میاں و مولوی زاہد میاں و مولوی عبدالشکور صاحب و محمد غوث صاحب و سائر احباب کو سلام سنۃ الاسلام بخدمت گرامی جناب والدہ ماجدہ تسلیم مع التکریم۔

فقیر احمد رضا خاں غفرلہ

از بریلی

دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۲ھ ہجریہ قدسیہ قدریہ

علیٰ صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ آمین

۳

ندوۃ العلماء

خسر تم حظکم دینا و دنیا
لعمر اللہ ذا الخسر الجرید

امام احمد رضا

۳

والدِ ماجد مولانا عبد السلام، ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ (۱۳۱۲ھ) اور بریلی (۱۳۱۳ھ) میں شریک ہوئے، پھر جب ندوے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس کے خلاف ہونے والے اجلاس منعقدہ پٹنہ (۱۳۱۸ھ)، کلکتہ (۱۳۱۹ھ) اور بنگلور (۱۳۲۲ھ) میں شریک ہوئے اور امام احمد رضا کی ہدایات و مشوروں پر ان جلسوں میں اہم کردار ادا کیا ——— اس اجمال کی تفصیل یہ ہے :-

ہندوستان میں ندوے کی تحریک چلی اور ہندوستان کے علماء و مشاہیر کے نام دعوت نامے جاری ہوئے، جدِ امجد مولانا محمد عبد الکریم حیدرآبادی اور والدِ ماجد کے نام بھی دعوت نامے آئے ——— والدِ ماجد کا ابتدائی شباب کا زمانہ تھا، اس نئی تحریک کے اغراض و مقاصد کو دیکھ کر اس کے اجلاس لکھنؤ میں شرکت کا خیال ہوا، جدِ امجد سے ذکر کیا، انہوں نے پورے حالات سنکر فرمایا :-

"میں شرکت سے تمہیں نہیں روکتا مگر بہت سمجھداری اور احتیاط سے کام لینا اور باطل و فاسد خیالات سے اپنے کو بچانا"

والدِ ماجد لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے، الٰہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب[1] کا ساتھ ہوگیا ——— لکھنؤ کا یہ اجلاس نہایت شاندار اجلاس تھا، ہر فرقہ، ہر مکتبِ خیال کے مشاہیر و سربرآوردہ شریک تھے، اس اجلاس میں مسلمانوں کی تعلیمی،

---

[1] مولانا محمد حسین الٰہ آبادی، اہلِ سنت کے مشہور و معروف عالم و مفکر تھے، ۱۸۵۳ء میں ان کی ولادت ہوئی، شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے سندِ حدیث لی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے اور سندِ اجازت و خلافت حاصل کی، ۹ رجب ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو انتقال فرمایا۔ مسعود

ثقافتی، اخلاقی، معاشرتی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ ان مسائل کو اپنی مختصر تقریر میں ناظمِ ندوہ نے روشنی ڈالتے ہوئے پیش کیا —— شبلی نعمانی نے طویل تقریر کی، دوسری نشست میں تجاویز مرتب کی گئیں، والدِ ماجد کو مجلسِ عاملہ کے خصوصی اراکین میں لیا گیا ——

ندوے کے عام کھلے اجلاس میں والدِ ماجد کی تقریر مسلمانوں کی اصلاحِ تعلیم و معاشرت کے سلسلے میں تعمیری امور پر ہوئی، تمام خواص و عوام نے پسند کی مگر سنیت اور اہلِ سنت کے سلسلے میں والدِ ماجد نے جو کچھ فرمایا اس پر شبلی نعمانی صاحب نے نکتہ چینی کی؛ جبل پور واپس آ کر والدِ ماجد نے حضرتِ جدِ امجد کو تفصیلی حالات سنائے، وہ حالات سن کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

ندوۃ العلماء کے بریلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے خصوصی دعوت نامہ اور پوسٹر آیا۔ حضرتِ جدِ امجد نے خوشی سے اجازت دی اور اس کے ساتھ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے سلسلے میں جو ہدایت فرمائی، اس کے بارے میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے —— والدِ ماجد بریلی روانہ ہوئے اور بریلی میں ڈپٹی اشفاق حسین کے ہاں قیام ہوا، ڈپٹی صاحب جبل پور میں تحصیلدار تھے، بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے، پھر پنشن لے کر اپنے وطن بریلی روانہ ہو گئے۔ ڈپٹی صاحب حضرتِ جدِ امجد سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور والدِ ماجد سے دوستانہ محبت رکھتے تھے، ڈپٹی صاحب کے یہاں والدِ ماجد کو امام احمد رضا کا رسالہ ملا جس کا عنوان تھا:

سوالاتِ حقائق نما بروس ندوۃ العلماء [1]

---

[1] امام احمد رضا کو ندوۃ العلماء کے طرزِ فکر سے اختلاف تھا جس کا اندازہ ملفوظاتِ امام احمد رضا حصہ دوم، ص ۲۰۲ کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتا ہے:-

" ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی، سب اہلِ قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں، اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے گورنمنٹ کہ اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے —— ہم ایسے عقیدہ کا ہے سے

والدِ ماجد نے رسالے کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے ساتھ اجلاس میں لے گئے ندوہ کی مجلس کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصابِ تعلیم کو آسان بنانے کے لیے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے درسِ نظامی کے نصاب پر حملہ کیا اور کہا کہ طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں اور عربی فارسی کے ساتھ انگریزی کو بھی نصابِ تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا، تقریر کے آخر میں علمائے اہلسنت اور خصوصاً اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر چوٹیں کیں۔ شبلی کی تقریر ختم ہوئی، والدِ ماجد نے درسِ نظامی اور علمائے اہلِ سنت کے سلسلے میں شبلی کے اندازِ گفتگو اور طرزِ تقریر پر اعتراض کیا، مولانا محمد حسین الٰہ آبادی نے والدِ ماجد کی تائید کی اور چند کلمات بہترین انداز میں شبلی کی تقریر کے خلاف فرمائے، شبلی بہت ناگوار جذبے کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سخت لہجے میں والدِ ماجد اور مولانا محمد حسین صاحب پر برس پڑے اور والد کو "لونڈا" اور مولانا الٰہ آبادی کو "جٹادھاری"[1] کہہ ڈالا۔ شبلی کا یہ انداز سب کو برا معلوم ہوا، والدِ ماجد کھڑے ہوئے اور شبلی کی اس پست اخلاقی اور ذاتی حملے پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر علماء و مشائخ و اراکین کو ان کے اظہارِ خیال پر اس طرح
ذلیل کیا جاتا رہا تو ع

کارِ ندوہ تمام خواہد شد

میں مجلسِ عاملہ کا رکنِ خصوصی ہوتے ہوئے اپنی اور مولانا محمد حسین
صاحب کی توہین پر احتجاجاً اس مجلس سے جا رہا ہوں۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے رسالۂ مذکورہ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

(بقیہ) اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا، قرآنِ عظیم فرماتا ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون؟ مسعود

[1] "جٹادھاری" کے معنی ہیں:۔
۱۔ لمبے لمبے بال والا ہندو فقیر۔
۲۔ سانپ جس کے سر پہ بال ہوتے ہیں۔
مسعود

"اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے
تمام ہم خیال ارکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔"

اس کے بعد والدِ ماجد اپنی قیام گاہ پر آ گئے، پھر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔

حضرتِ جدِ امجد کے وصال (۱۳۱۷ھ) کے بعد ندوہ کے اجلاس پٹنہ کا دعوت نامہ اور ایک نہایت طویل اشتہار والدِ ماجد کے نام آیا ——— والدِ ماجد دار الافتاء، درس اور دیگر دینی مشاغل میں مصروف تھے مگر پھر بھی پٹنہ تشریف لے گئے جس کی تفصیل یہ ہے:

پٹنہ میں مولانا قاضی عبد الوحید صاحب[1] فردوسی ایک نہایت با اثر اور صحیح العقیدہ، متمول بزرگ تھے جن کے زیرِ اہتمام مدرسہ حنفیہ اہلِ سنت چل رہا تھا، قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو بریلی خط لکھا، اعلیٰ حضرت نے قاضی صاحب کو والدِ ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والدِ ماجد کو قاضی صاحب کی اعانت کی ہدایت فرمائی۔ قاضی صاحب کی طلب پر والدِ ماجد پٹنہ تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب کے مدرسہ حنفیہ اہلِ سنت کا سالانہ جلسۂ دستار بندی ہونے والا تھا۔ ندوہ کے اجلاس میں دو ماہ کی دیر تھی، والدِ ماجد کے مشورہ پر مدرسہ حنفیہ کے اجلاس بھی انہیں تاریخوں میں مقرر کئے گئے، والدِ ماجد ندوہ کے حالات کے پیشِ نظر تجاویز و تحاریک و تقاریر کے عنوانات اور لائحہ عمل مجلس انتظامیہ وغیرہا قاضی صاحب و دیگر مشیرانِ کار کے ساتھ ترتیب دے کر واپس آ گئے اور سلسلۂ خط و کتابت برابر قائم رہا۔

رجب ۱۳۱۸ھ کو پٹنہ میں ندوہ کے عام اجلاس کا دعوت نامہ خصوصی والدِ ماجد کے نام آیا۔

---

[1] قاضی عبد الوحید، ہندوستان کے مشہور و معروف محقق قاضی عبد الودود (بیرسٹر) پٹنہ کے والدِ ماجد تھے، موصوف امام احمد رضا سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، موصوف کی ادارت میں پٹنہ سے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ نکلا کرتا تھا، ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔ مسعود

اور انہیں تاریخوں میں مدرسہ حنفیہ اہلِ سنت (پٹنہ) کے اجلاس کا دعوت نامہ اور اعلانات
پہنچے، بریلی سے اعلیٰ حضرت کا والا نامہ آیا کہ ان سے مل کر پٹنہ جائیں چنانچہ خصوصی ہدایات
دے کر اور دوسرے دن کے اجلاس میں خود شرکت کے ارادہ کا اظہار فرما کر والد ماجد اور
چچا کو خاص دعاؤں کے ساتھ پٹنہ کے لئے رخصت کیا۔

یہ دونوں حضرات، پیلی بھیت کے مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی اور بریلی و
پیلی بھیت کے کچھ علماء اعلیٰ حضرت کی اجازت و ارشادات و ہدایات لے کر بریلی سے
پٹنہ روانہ ہوئے، ٹرین میں بدایوں کے حکیم عبد القیوم صاحب، مولانا محب احمد صاحب
اور کچھ دوسرے علمائے بدایوں کا ساتھ ہو گیا ——— بنارس اور پٹنہ کے درمیان
کسی اسٹیشن پر حکیم صاحب حاجتِ ضروریہ کے لئے نیچے اترے کہ اس زمانے میں ٹرین
میں بیت الخلاء وغیرہ نہیں ہوتے تھے، ابھی وہ نیچے ہی تھے کہ انجن نے سیٹی دی اور
ٹرین چلنے لگی، چلتی ٹرین میں حکیم صاحب نے چڑھنے کی کوشش کی مگر پیر رپٹ گیا اور وہ
پلیٹ فارم اور ٹرین کے درمیان آگئے اور دور تک رگڑتے چلے گئے مگر کوئی عضو ٹرین
کی زد میں نہیں آیا پھر بھی اندرونی طور پر ایسے مجروح ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور مدرسہ حنفیہ
کے آخری اجلاس کے دوسرے دن ۱۴ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء کو انتقال فرما گئے۔

۸ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء کو علی الصباح مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور اعلیٰ حضرت
پٹنہ تشریف لائے ——— مدرسہ حنفیہ کے روزانہ جلسے ہوتے رہے ———
صبح ۱۲ بجے تک اور رات ۲ بجے تک، یہ سلسلہ بجائے تین دن کے چار دن تک پوری
شان کے ساتھ جاری رہا[1] ——— حضرت والد ماجد چار دن تقریر کے علاوہ اجلاسوں
کے نظم و ضبط اور تقریروں کی ترتیب کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔

---

[1] اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا یعنی ۸ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء تک، قاضی
عبد الوحید صاحب نے "دربارِ حق و ہدایت" کے نام سے اس کی روداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء
میں مطبع حنفیہ، پٹنہ میں طبع ہوئی۔

مسعود

اعلیٰ حضرت کی پہلی تقریر مسلسل تین گھنٹے ہوئی، مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور دوسرے علمائے اہلِ سنت کی تقریروں اور بیانات نے تحریکِ ندوہ کی اصلی تصویر پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اعلیٰ حضرت نے کھلے اجلاس میں "فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" پیش فرما کر ہر طبقہ فکر و خیال کو اس پر غور و فکر کی دعوت دی اور اہلِ ندوہ کو باہمی تفہیم و تفہیم کے لئے بلایا مگر کوئی نہ آیا ——— اس موقع پر بہت سے علما و عوام نے جو تحریکِ ندوہ میں شریک ہو گئے تھے، ندوہ سے اپنی علیحدگی اور جماعتِ اہلِ سنت میں شمولیت کا اعلان کیا ———

۱۳۱۹ھ میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے جلی حرفوں میں پوسٹر شائع ہوئے ——— حاجی لعل خاں صاحب نہایت صحیح العقیدہ متصلب سنی بزرگ ایک فرم عبداللہ علی رضا کے کلکتے کے آفس میں جنرل مینجر تھے اور کلکتے کے عوام و خواص میں بہت معزز و با اثر تھے، آپ نے ندوہ کے مقابل علمائے اہلِ سنت کے عام اجلاس کا اہتمام کیا، بریلی لکھ کر اعلیٰ حضرت سے تعاون کی درخواست کی اور ہدایا بنت جانبین اعلیٰحضرت نے والد ماجد کی طرف رجوع کرنے کے لئے لکھا اور والد صاحب کو حاجی صاحب سے تعاون کے لئے فرمایا۔

امام احمد رضا اور حاجی صاحب کے تار پر والد ماجد اجلاس سے تین دن قبل کلکتہ پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت بریلی سے اجلاس کے دن تشریف لائے، تحریکِ ندوہ کے رد میں اہلِ سنت کے اجلاس دو دن منعقد ہوئے اور اہلِ ندوہ کو کلکتہ سے نامراد و ناکام جانا پڑا، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ساتھ کلکتہ سے بریلی گئے، ایک ہفتہ بعد جبل پور آئے، اجلاس کلکتہ کی مختصر روداد ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) کے ۱۳۲۰ھ کے کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

کلکتہ کے بعد اہلِ ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زوردار اجتماع کا اعلان ہوا ——— بنگلور کے سر قاضی عبدالقدوس صاحب نہایت با اثر، صحیح العقیدہ، متصلب سنی عالم تھے، انہیں اس اجلاس کی دعوتِ صدارت دی گئی، قاضی صاحب نہایت سادہ مزاج و مرنجاں مرنج بزرگ تھے مگر اہلِ ندوہ اور اہلِ دیوبند کے خیالات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے

اس دعوت کو رد کر دیا اور عام مسلمانوں کو ان کے خیالات سے بچنے کی تلقین فرمائی ——— قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا، اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والدِ ماجد کو بنگلور جاکر قاضی صاحب سے تعاون کی ہدایت فرمائی، بنگلور سے قاضی صاحب کا دعوت نامہ آیا جس میں تفصیلات درج تھیں، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں بنگلور روانہ ہو گئے۔

والدِ ماجد اجلاسِ ندوہ سے ایک ہفتہ قبل بنگلور پہنچ گئے اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس میں آپ نے اہلِ سنت وجماعت اور مخالفین اہلِ سنت کے افکار و عقائد کو بیان فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ اہلِ ندوہ کو اپنا اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد قاضی سید عبدالقدوس کی صدارت میں اہلِ سنت کا کھلا اجلاس ہوا جو نہایت کامیاب رہا، مخالفین کو باہمی افہام و تفہیم کے لئے دعوت دی گئی مگر کوئی نہ آیا ——— قاضی صاحب نے اہلِ سنت کے ان کامیاب اجتماعات کی خبر بذریعہ تار اعلیٰ حضرت کو بھیجنے والے تھے کہ اعلیٰ حضرت کا بریلی سے تار پہنچا جس میں والدِ ماجد کو ان اجتماعات کی کامیابی کی مبارکباد اور فرزند کی ولادت کی بشارت دی گئی تھی۔ سب لوگ حیران تھے کہ ابھی تو تار بھی نہیں دیا گیا اعلیٰ حضرت کو کیسے خبر ہو گئی؟ اور یہ فرزند کی بشارت کیسی جب کہ خود والدِ ماجد کو بھی خبر نہ تھی مگر خدا کی شان جبل پور میں صبح نمازِ فجر کے بعد میرا بھائی محمود اشرف اسی روز تولد ہوا جس روز کامیابی کا تار اعلیٰ حضرت کو بھیجا جانے والا تھا ——— حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے :۔

اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت کی فراستِ صادقہ کے نور نے، اجتماعات کی کامیابی اور فرزند کی بشارت قلبِ اطہر پر القا فرما دی ——— اعلیٰ حضرت کے تار کے چند گھنٹے بعد جبل پور سے ولادتِ فرزند کا تار پہنچا ——— والد ماجد جبل پور میں قاضی صاحب اور اہلِ جبل پور کے اصرار پر ڈیڑھ ماہ بنگلور میں رہے، تقریروں وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا، انجمن معین المسلمین بنگلور کی طرف سے نہایت شاندار الوداعی جلسہ ہوا جس میں سپاسنامے وغیرہ پیش کئے گئے اور والدِ ماجد کی بڑی پذیرائی ہوئی ———

اعلیٰ حضرت نے ندوے کی معاندِ اہلِ سنت کارروائیوں کو خوب واشگاف فرمایا اور ان کے بارے میں علمائے حرمین کے سامنے استفتاء پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا، حرمین کے یہ فتوے مندرجہ ذیل عنوان سے عربی مع اردو ترجمہ شائع ہوئے :-

فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین

۱۳۱۴ھ

اس کی اشاعت نے تحریکِ ندوہ کو بہت صدمہ پہنچایا ——— ان مساعی کے علاوہ اہلِ سنت کی طرف سے برابر اہلِ ندوہ کے قابلِ اعتراض افکار و عقائد کا تعاقب ہوتا رہا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا [1]

---

[1] تحریکِ ندوہ اور اہلِ ندوہ کے عقائد و افکار اور ان پر اہلِ سنت کے اعتراضات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :-

۱- حکیم مومن سجاد کانپوری : ندوہ کا ٹھیک فوٹو گراف (۱۳۱۴ھ) مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی

۲- مولوی ضیاء الدین خاں، مزق شرارات ندوہ (۱۳۱۴ھ) ، " "

۳- محمد محمود علی عاشق بریلوی : سوالات و جوابات ندوۃ العلماء ، " "

۴- شاہ محمد حسین قادری : تہدید الندوہ بنام تاریخی تاکید المحسنہ تائید الندوہ (۱۳۱۴ھ) مطبع اعوان اہلسنت و جماعت ، پٹنہ

۵- اظہار مکائد اہل الندوہ (۱۳۱۴ھ) رد رسالہ شرح مقاصد اہل ندوہ ، مطبوعہ بریلی

۶- تقریبات ثلاثہ (۱۳۱۴ھ) از شاہ محمد ابراہیم ، مولوی محمد حسین بریلوی ، حکیم مومن سجاد ، مطبوعہ مطبع اہلِ سنت و جماعت ، بریلی

۷- حکیم محمد مومن سجاد : غرش صور بر ندوۂ شاہجہان پور (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ مطبع اہلِ سنت و جماعت بریلی

۸- محمد عبدالغنی : اشکالات برارت ندوہ ، مطبوعہ مدراس (۱۳۲۱ھ) وغیرہ وغیرہ

مسعود

۵۱

۴

امام احمد رضا اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

الٰہی نگہدار برہانِ حق
بود دائما از پے اعلاے حق

امام احمد رضا

۴

جس سال اعلیٰ حضرت نے والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالسلام کو سند اجازت عطا فرمائی (یعنی ۱۳۱۳ھ میں) میری عمر تین سال کی تھی، میری ولادت پنجشنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو نمازِ فجر کے وقت ہوئی، نمازِ فجر کے بعد جدِ امجد مولانا محمد عبدالکریم تلاوت فرما رہے تھے، جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت آیۂ کریمہ

قد جاءکم برھان من ربکم تلاوت فرما رہے تھے، سنتے ہی فرمایا:

"الحمدللہ! برہان آگیا"

جدِ امجد نے میری ولادت پر مادۂ تاریخی بھی ارشاد فرمایا جو والدِ ماجد نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ولادت برخوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق عمرہٗ

از

ریختۂ کلک گوہر سلک جدِ امجد ش مدظلہ

حبذا مولودِ خوش از فضلِ حق ۔۔۔ جلوہ گر شد در فضائے آب و گل

بست و یک از اول ماہِ ربیع ۔۔۔ صبح روزِ پنجشنبہ متصل

فکرِ تاریخ ولادت گفت اے ۔۔۔ آمدہ برہانِ حق در خانۂ دل

۱۳۱۰ھ

حضرتِ والدِ ماجد نے مادۂ تاریخ ولادت قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ سے نکالا ہے:-

وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ)

میں جب پانچ سال کا ہوا، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت جدِ امجد نے بسم اللہ شریف

کی افتتاح فرمائی اور مبارک دعاؤں، نیک تمناؤں کے ساتھ مجھے پڑھایا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللّٰھم رب یسر
ولا تعسر علی وتمم بالخیر یافتاح یاعلیم
افتح باسمک ا، ب، ت، ث، ج الحمد للہ
ما انعم علی واحسن الیّ۔

یہ میری ابتدائی عمر کی داستان تھی۔

بریلی سے واپس آکر والدِ ماجد نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں کیونکہ حضرت جدِ امجد بے انتہا ضعیف اور بصارت سے بالکل معذور ہو چکے تھے ——— میری تعلیم صبح ۱۱ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے تک ہوتی، عربی والدِ ماجد سے، فارسی چچا بشیر الدین صاحب سے جاری رہی درس کے درمیان اکثر و بیشتر دورانِ گفتگو اعلیٰ حضرت کا ذکرِ خیر ہوتا تو میرا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بے تاب ہو جاتا۔

۱۳۱۸ھ میں جبل پور میں پلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ میں پلیگ میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا، اس خواب کا میں نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا، میں بھی خواب کو بھول گیا، دو تین ہفتے گزر گئے، ۷ رذی الحجہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۱ء کو شام ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا، ۸ رذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا، حکیم عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، والدِ ماجد سے والدہ اور چچا نے میرے خواب کا ذکر کیا، اعلیٰ حضرت کو تار دیا گیا، میرا مرض بڑھتا گیا، بقر عید کا دن غفلتِ بیہوشی میں اور گھر میں تمام حضرات کا روتے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بہتے آنسوؤں کے ساتھ ادا کئے گئے۔ ۱۱ رذی الحجہ کو دوپہر کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری گردن پر کوئی ہاتھ لگا، کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا میرے گلے پر کچھ باندھ رہے ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بھائی بہن چاروں طرف کھڑے رو رہے ہیں،

میں نے چچا سے پوچھا کیا ہے ؟ ——— جواب دیا وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا، اعلیٰ حضرت کا تعویذ ابھی آیا، وہ باندھ رہا ہوں ——— بفضلہٖ تعالےٰ میں تعویذ مبارک کی برکت سے بالکل اچھا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی ——— اب تو اعلیٰ حضرت کی زیارت اور قدمبوسی کا ذوق و شوق دن بدن بڑھتا گیا ——— وقت گزرتا گیا اور تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

شوال ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو بریلی سے اعلیٰ حضرت کا تار آیا جس میں حرمین طیبین کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا تھا اور بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی، والد ماجد نے مشایعت کے لئے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے کے بعد پہنچتے اس لئے ارادہ ملتوی فرما دیا۔

ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کی سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی، والد ماجد نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، میں نے خواہش کی تو مجھے بھی لے لیا، چنانچہ والد ماجد، چچا بشیر الدین اور میں بعونہ تعالیٰ بمبئی پہنچے، اسٹیشن پر سیٹھ حاجی نور محمد عثمان، حاجی عیسیٰ خان محمد اور احباب نے استقبال کیا، ان احباب سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت صبح تشریف لے آئے، قصائی محلے میں گورے بابو کے ہاں قیام ہے۔

ہمارا قیام سیٹھ حاجی نور محمد عثمان کے ہاں زکریا مسجد کے قریب ایک گلی میں ہوا، ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، سلام کی آواز پر جواب کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک والد ماجد پر پڑتے ہی اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے اور دو تین قدم بڑھ کر والد ماجد، پھر چچا سے معانقہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی، خیریت پرسی فرمائی، میں قدموں پر بوسہ لے رہا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھے اٹھایا، والد ماجد نے مجھے پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے مجھے بھی سینہ سے لگا لیا، میری پیشانی پر لب مبارک رکھ کر دعاؤں سے مجھے سرفراز فرمایا ——— مدتوں سے جو تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی آج اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی، اعلیٰ حضرت کی

زیارت اور قدم بوسی کا پہلی بار یہ شرف مجھے بمبئی میں حاصل ہوا الحمد للہ الذی
شرفنی بلقاء و رؤیۃ و تقبیل قدمی امام اھل السنۃ و
مجدد المائۃ الحاضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ——— ہاں تو
اعلیٰ حضرت کے کھڑے ہوتے ہی پورا مجمع کھڑا ہو گیا، اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کو
اپنے متصل نشست پر بٹھایا، ہم لوگ بھی قریب ہی بیٹھ گئے، میری تعلیم کے سلسلے میں
والد ماجد سے دریافت فرمایا اور دعا دی، اعلیٰ حضرت کے ارشادات جاری رہے،
بمبئی میں تقریباً دس دن قیام رہا۔

بریلی حاضری کی یہ صورت ہوئی کہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مسئلہ اذانِ ثانی کے
سلسلے میں مخالفین نے اعلیٰ حضرت پر مقدمہ دائر کر دیا، والد ماجد کے نام اعلیٰ حضرت کا
تار آیا تو والد ماجد بریلی روانہ ہو گئے، میں بھی ساتھ ہی روانہ ہو گیا، چچا حافظ عبد الشکور
صاحب اور منشی عبد الغفار صاحب بھی ساتھ تھے، دورانِ سفر میں نے فارسی میں
چند اشعار کا سلام لکھا، بریلی حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا،
اس خادم برہان کی بریلی میں پہلی حاضری تھی، الحمد للہ اور اعلیٰ حضرت کی زیارت و قدم بوسی
کا تیسرا موقع تھا۔

بریلی میں پہلے جمعہ کو نمازِ جمعہ کے بعد اعلیٰ حضرت مسجد سے آکر پھاٹک کے
اندر پلنگ پر رونق افروز ہوئے، والد ماجد قریب ہی کرسی میں اور تقریباً چالیس
عقیدت مند کرسیوں، بینچ، چارپائی اور تخت پر بیٹھے، خادم برہان حضرت کے پیر
دبانے لگا، پلنگ کے بائیں جانب تخت پر منشی عبد الغفار اور کچھ لوگ بیٹھے تھے،
اعلیٰ حضرت کسی سوال کے جواب میں کچھ فرما رہے تھے، میں نے جو سلام دورانِ سفر لکھا تھا
منشی عبد الغفار کو دے دیا تھا کہ اچھی طرح دیکھ لیں، کسی وقت اعلیٰ حضرت کو سنانا ہو گا،
یہ بہترین موقع تھا، میں نے منشی جی کو اشارہ کیا، منشی جی نے عرض کی "حضور کچھ نعت
شریف پیش کرنا چاہتا ہوں، ——— بسم اللہ فرما کر حضرت تو پیر کھینچ کر با ادب
بیٹھ گئے، میں دار الافتاء کے کمرے میں چلا گیا، سب لوگ درود شریف پڑھنے لگے،

منشی جی نے بسم اللہ اور درود شریف پڑھ کر سلام شروع کیا :

سلام

حضورِ سیدِ خیر الوریٰ سلام علیک — بہ بارگاہِ شفیعِ الوریٰ سلام علیک
روم بسوئے تو، بر بر قدم کنم سجدہ — نوائے قلب شود سیدا، سلام علیک
بجز دریت نگشایم بہ ہیچ در دستم — تو ئی است قبلۂ حاجات۔ سلام علیک
عطائے عم علی کل ذرۃ فامطر — علی غیث عطا من عطا سلام علیک

اعلیٰ حضرت کے پلک مبارک پر کچھ قطرے جھلک رہے تھے۔ جب منشی جی نے یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمد سے کہ رضا لیش عزیز رضائے خدا است — بگو زمن بصلوٰۃ: اے صبا، سلام علیک

سامعین اور اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد کی طرف دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب مقطع پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا ؎

رسی چو بر درِ احمد رضا بگو برہاں!
بصد ادب بہ شما سیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت نے والدِ ماجد سے فرمایا، برہان میاں نے لکھا ہے؟ ماشاء اللہ! بارک اللہ! —— پھر فرمایا: میں غور کر رہا تھا کہ جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے، کہاں ہیں برہان میاں؟ —— میں ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا :-

" حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سننے کی اجازت دی، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا، جسمِ اقدس پر بردِ شامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جسم پر اڑھا دی، فقیر کیا حاضر کرے؟ "

اتنا فرما کر سرِ اقدس سے عمامہ اتار کر خادم کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازیٔ عمر و ترقیٔ علم و ثبات و استقامت فرمائی، نمازِ جمعہ حضرت نے اسی عمامے سے پڑھائی تھی، یہ اعلیٰ حضرت کے دستِ کرم سے خادم کی پہلی سرفرازی تھی، الحمد للہ! عمامہ مقدس تبرکات میں محفوظ ہے اور عیدِ میلادِ مبارک۔ اور عیدِ غوثیہ قادریہ میں تقریر کے دوران اسے زیبِ سر کرتا ہوں۔

دورانِ قیامِ بریلی والد نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اکتسابِ فیض و تہذیب تربیت و تکمیلِ علومِ ظاہری و باطنی و روحانی کے لئے بھیجنے کی اجازت چاہی، ہم دو ہفتے بریلی رہ کر چلے آئے، پھر شوال ۱۳۲۳ھ کے دوسرے ہفتے میں، میں بریلی حاضر ہو گیا، دارالافتاء دیکھتا، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھ کر حضرت کے ارشادات لکھتا، وقت ملتا تو دارالعلوم منظرِ اسلام میں صدر مدرس مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتا ——— اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب[1] اور مولانا امجد علی صاحب[2] ہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے ہم تینوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا۔

---

[1] مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں، امام احمد رضا کے صاحبزادے اور جانشین ہیں، ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں بریلی میں ولادت ہوئی، مشہور مفتی، متبحر عالم اور عارفِ کامل ہیں، شیخ الحرم سید علوی مالکی مکی اور علامہ سید محمد امین وغیرہ علمائے مکہ نے آپ سے اجازتِ حدیث لی، مخدوم ابوالحسین نوری سے بیعت ہیں اور خلافت و اجازت امام احمد رضا سے حاصل ہے، آجکل بریلی رونق بخشِ مسندِ ارشاد ہیں۔ مسعود

[2] مولانا امجد علی اعظمی، گھوسی (ضلع اعظم گڑھ) میں پیدا ہوئے، متبحر عالم و مفتی اور حکیم تھے، مولوی ہدایت اللہ خاں جونپوری، مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حکیم عبدالولی لکھنوی آپ کے اساتذہ رہے، ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سندِ حدیث حاصل کی، دارالعلوم منظرِ اسلام (بریلی) میں مدرس اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے، دارالعلوم معینیہ (اجمیر شریف) میں کچھ عرصہ درس دیا، نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی مولانا کی تدریسی مہارت کے معترف تھے، ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء کو بمبئی میں انتقال فرمایا۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، مولانا ثناء المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ اور مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی آپ کے صاحبزادے ہیں۔

ایک دن میں دارالافتاء میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک ٹمٹم[1] پھاٹک کے سامنے رُکی، ایک مولوی صاحب اور ایک صاحب کوٹ پتلون پہنے، ننگے سر، اتر کر ہماری طرف آئے، ان کے ساتھ جو مولوی صاحب تھے وہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب تھے ——— پھاٹک کے اندر رک گئے اور مجھ سے مولانا سید سلیمان اشرف نے دریافت فرمایا، حضرت کہاں ہیں؟ ——— میں نے کہا تشریف رکھئے، خبر بھیجتا ہوں ——— دونوں بیٹھ گئے اور ایک کارڈ نکال کر دونوں کے نام لکھ کر مجھے دیا، میں نے کارڈ اندر پہنچا دیا، اندر سے لڑکا آیا کہ حضرت اندر بلا رہے ہیں۔ جب دونوں اندر جانے لگے، میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ڈاکٹر ضیاء الدین سے کہا، حضرت کے پاس چل رہے ہو اور ننگے سر! ——— ان دنوں میں ترکی ٹوپی لگاتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے میری ٹوپی میرے سر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی، میں نے اپنے سر پر رومال لپیٹ لیا اور اندر حضرت کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے، فرمایا تشریف لائیے! ——— سلام و مصافحہ کرکے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت پرسی فرمائی، ڈاکٹر صاحب نے جیب سے نوٹ بک نکالی اور ایک سادہ کاغذ پر ریاضی کی ایک شکل انگریزی حروف لگا کر بنائی اور پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس شکل کے حل کے سلسلے میں مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے آپ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی اور حضرت کو کاغذ دیا، حضرت نے کاغذ دیکھ کر فرمایا انگریزی حروف میں کیا مجہول؟ ——— ڈاکٹر صاحب نے دوسرے سادہ کاغذ پر وہ اشکال ابجد حروف لگا کر پیش کی اور پنسل کا اشارہ کرتے ہوئے حضرت سے کچھ عرض کیا، حضرت نے بھی جواب میں کچھ فرمایا،

آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں بہار شریعت مشہور ہے، حال ہی میں فتاویٰ امجدیہ کی جلد اول (مطبوعہ ۱۳۸۶ھ) بھی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بہت سے جماعت کے دانشور ہیں اور اہل سنت میں مشہور و معروف۔ مسعود

[1] ایک قسم کی چار پہیوں والی بند گاڑی۔ مسعود

———— چند منٹ کی گفتگو ہی کے بعد ڈاکٹر صاحب حیرت زدہ حضرت کی طرف دیکھ رہے تھے، اِدھر حضرت پیش کردہ اشکال پر غور فرما کر ایک سادے کاغذ پر خود کچھ شکلیں بناتے، کاٹتے، سدھارتے رہے اور اُدھر ڈاکٹر صاحب کی نظر حضرت کی قلم پر جمی رہی۔

۵ منٹ کے بعد ایک صاف کاغذ پر اشکال کو حل فرما کر ڈاکٹر صاحب کو دیدیا گیا، ڈاکٹر صاحب نے دوسرے کاغذ پر اعلیٰ حضرت کی حل کردہ اشکال کو اپنے طور پر انگریزی نشانات لگا کر نقل کیا اور خوب غور کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کو بوسہ دے کر عرض کیا :۔

" حضور نے یہ مسئلہ کتنی آسانی سے ۵ منٹ میں حل فرما دیا جسے میں ہفتوں غور کے بعد بھی حل نہ کرسکا اور اس کے حل کے لئے جرمنی یا انگلینڈ جانے والا تھا کہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری صحیح رہنمائی فرمائی۔ میں مولانا کا بہت ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگوں اور علمار کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔"

ڈاکٹر صاحب کچھ دیر بیٹھے، پھر اجازت لے کر رخصت ہوئے، کاغذات لپیٹ کر پتلون کی جیب میں رکھے۔ میں بھی ساتھ چلا، صحن پار کرنے کے بعد میری ٹوپی واپس کرتے ہوئے بولے :۔

" میاں! بڑے خوش نصیب ہو، خوب خدمت کرو اور جتنا بھی فیض حاصل کرسکو، حاصل کرلو۔"

باہر آکر پھاٹک میں کرسی پر بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب نے مولانا سید سلیمان اشرف سے کہا :۔

" یار! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو، اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی مذہبی اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابلہ، توقیت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو ہفتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کرسکی

حضرت نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنی میں یہ ہستی "نوبل پرائز"
کی مستحق ہے مگر گوشہ نشین ریاء اور نام و نمود سے پاک شہرت کی طالب نہیں،
اللہ تعالیٰ ان کا سایہ قائم رکھے اور ان کا فیض عام ہو، مولانا میں آپ کا بہت
ممنون ہوں کہ آپ نے میری مشکل حل کر دی اور مجھے بڑی زحمت سے بچا لیا۔"
میں نے کہا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ——— ڈاکٹر ضیاء الدین
اور مولانا سید سلیمان اشرف مجھ سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئے ———[1]

اعلیٰ حضرت کی خدمت میں کم و بیش تین سال فیض حاصل کرتا رہا، ان دنوں ریلوے کا
سیکنڈ کلاس کا سیزن ٹکٹ ڈیڑھ سو روپے کرایہ پر ۶ مہینے کی مدت کا ملتا تھا، میں اس
ٹکٹ پر بریلی جاتا، جب ۶ مہینے میں تین دن باقی رہتے، حضرت سے اجازت لے کر
مکان پر آجاتا، ایک مہینہ رہ کر پھر سیزن ٹکٹ پر بریلی حاضر ہو جاتا ———

دوران قیام بریلی، والد ماجد بھی بریلی آئے ہوئے تھے، جبل پور سے
میری ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا، اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا، چہرۂ مبارک پر
رنج کے آثار نمایاں تھے، میری جانب دیکھا، میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرمایا :-

"برہان میاں! درود شریف پڑھو"

میں نے پڑھا، پھر مجھے پڑھایا :-

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی و
اخلف لی خیرا منھا عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الیٰ
ربنا راغبون۔

یہ پڑھا دینے کے بعد والد ماجد سے فرمایا :-

"ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] یہ واقعہ غالباً ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء میں واقع ہوا کیونکہ مفتی برہان الحق صاحب شوال ۱۳۳۲ھ
میں بریلی پہنچے اور اعلیٰ حضرت کے پاس کم و بیش تین سال رہے۔ مسعود

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تعزیت کے لئے گئے۔ تعزیت کے وقت یہ دعا تلقین فرمائی، ام سلمہ نے حضور کے ارشاد پر پڑھ تو لیا لیکن دل میں یہ خیال کیا اب ابو سلمہ سے بہتر شوہر کون ملے گا ——— انقضائے عدت کے کچھ عرصہ بعد جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو نکاح کا پیغام دیا ام سلمہ نے حضور کے پیغام کو منظور کرتے ہوئے کہا " یہ تعزیت کی دعائے مبارک کا فیض ہے

ابو سلمہ تو کیا ملک وملکوت سے

اعلیٰ وافضل اللہ کے محبوب اعظم کی خدمت میرے نصیب میں ہے۔"

۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں حسب معمول ریٹرن ٹکٹ کا وقت پیدا ہونے سے پہلے جبل پور آیا۔ یہاں پلیگ نے آفت برپا کر رکھی تھی، روزانہ دو سو کیس کم وبیش ہوتے رہے، شہر میں ایک قیامتِ صغریٰ تھی، ہمارے یہاں دو تین بچے مبتلا ہوئے، یہ پلیگ کی آفت تین چار ماہ مسلط رہی اس لئے میں بریلی حاضر نہ ہو سکا ———

میری اہلیہ کو طاعونی شدید بخار کے ساتھ نمونیہ، کھانسی، سینہ میں درد، غفلت، ہذیان کی شکایت ہوگئی، علاج جاری تھا، اعلیٰ حضرت کو تار سے دعا کے لئے عرض کیا گیا، حالت نازک تر ہوگئی، معالجین کا اندازِ مایوسی دیکھ کر سب گھر مایوس و پریشان، دو تین دن بیہوشی، ہذیانی، سرسامی حالت رہی، نبض گرتی جارہی تھی، رات بھر میں پلنگ کے قریب بیٹھا رہا، نبض پر ہاتھ، قریب ہی میری خالہ اور بہنیں بیٹھی رہیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ان کی آخری شب ہے۔

پلنگ کے قریب میں نے مصلیٰ بچھا کر نمازِ فجر ادا کی، سانس کی آواز تھی، نماز کے بعد پاس بیٹھا، آنسو جاری، نبض پر ہاتھ، سورۂ یٰسین شریف زبان پر، اس وقت صبح کے ۹ بج رہے تھے، زبان پر ذٰلک تقدیر العزیز العلیم تھا کہ نبض کچھ امید افزا ہوئی دیکھا تو وہ آنکھ کھول کر مجھے دیکھ رہی ہیں، میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر یٰسین شریف آگے پڑھنے لگا، مجھ سے کہا، تیسرے دن آنکھ کھولی تھی، الفاظ سمجھ میں نہ آسکے، میں نے پھر کلمہ پڑھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ ——— آنسو جاری تھے، لٹپٹاتی

زبان سے کہا، ابھی کون آئے تھے؟ ——— چہرے پر امید کی جھلک پائی، میں نے الحمدللہ کہہ کر کہا بیگم! میں بیٹھا ہوں اور کوئی نہیں آیا ——— کہا واہ! ابھی آئے تھے، گھر کے سب نے گھیر لیا ——— پوچھا کون تھے؟ ——— کیسے تھے؟ ——— بتایا ایک سفید داڑھی والے بزرگ تھے، سفید ڈھیلا شایہ پہنے، عمامہ باندھے ——— پوچھا انہوں نے کیا فرمایا؟ ——— کہا میرے سر پر اپنا رومال رکھ کر کچھ پڑھتے رہے، پھر کہا بیٹی! تم اچھی رہو گھبراؤ نہیں، میں نے انکے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو ایک دم آنکھ کھل گئی، دیکھا، تم کھڑے ہو ———

میرے دل میں اعلیٰ حضرت کا نقشہ باعث تنویر قلب ہوا، نبض اعتدال پر آتی جارہی تھی۔ چونکہ رات میں کئی بار والد ماجد دیکھنے آئے تھے اور ہر وقت مایوسی کے ساتھ نزع کی آسانی کے لئے دعا پڑھ کر گئے، اس وقت اصلاح پذیر حالت اور خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کی خبر دینے والد کے پاس جانے کے لئے اپنے کمرے سے باہر نکلا، دیکھا، والد خود تشریف لا رہے ہیں، دست مبارک میں ایک لفافہ ہے، مجھے دیکھتے ہی فرمایا :۔

" برہانو! اعلیٰ حضرت کا دعا نامہ تشریف لایا ہے جس میں تعویذ ہیں حسب ہدایت دلہن کو باندھو، اللہ تعالےٰ شفا فرمائے "

یہ فرماتے ہوئے کمرے میں آگئے، مریضہ کو ہشیار دیکھ کر پوچھا، کیا حال ہے بیٹا! ——— مریضہ نے سلام کیا، جواب میں دعا دے کر میری جانب دیکھا، میں نے خواب کی پوری کیفیت بیان کی، والد نے الحمدللہ کہہ کر چار رپر دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مریضہ کو دی، اس نے آسانی سے پی لی، والد نے فرمایا :۔

" بیٹی بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی اور اسی وقت ان کے تعویذ بھی آئے، انہیں حسب ہدایت باندھ دو، اب تم انشاء اللہ بالکل اچھی ہو، یہ اعلیٰ حضرت کا روحانی فیض ہے، اللہ عزوجل حضرت کے سایۂ ... ت اور ظل عاطفت کو تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین "

—— تعویذ باندھ دیے گئے، شافی مطلق نے شفا عطا فرمائی الحمد للہ حسبنا اللہ وکفی، تعویذات کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل والا نامہ ارسال فرمایا تھا۔

مکتوب اعلیٰحضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ گرامی مولانا المبجل المکرم المعظم حامی الاسلام والسنن ماحی الکفر والفتن مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی ام بالفضل والبرکات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

اس وقت نامہ ملا، مولیٰ عزوجل قرۃ العین مولوی برہان میاں سلمہ کو بفضلہ وکرمہ نعم البدل علم صالح عالم باعمل عطا فرمائے اور ان کے گھر شفا، آمین آمین۔ فقیر کو بھی پانچ روز سے تپ آتی ہے، تین روز غفلت رہی کل سہل تھا، اب برکت دعا سامی بحمد اللہ تعالیٰ بہت تخفیف ہے، البتہ دماغ وصدر پر نوازل کی کثرت ہے، حرارت کا بھی بقیہ ہے اور ضعف زائد، اسی حالت میں یہ چاروں تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حاضر کرتا ہوں جس پر یا سمیع لکھا ہے سینہ پر رہے، جس پر یا علیم ہے بازو پر، باقی دو سے ایک سیدھے بازو، دوسرا بائیں پر باندھ کر ٹھیک گھنٹہ استفسار کریں، اس میں اگر بخار اتر جائے فبہا، ورنہ سیدھے کا بائیں، بائیں کا سیدھے پر باندھ دیں

—— تبدیلی پر وہ تعویذ جس پر یا علیم ہے، نہ بدلے، شام کو ایک کٹورے میں پانی بھر کر شبنم میں رکھ دیں اور اس میں کوئی قلم یا نیزہ، بسم اللہ کہہ کر رکھ دیں، صبح بعد نماز اس پر سات مرتبہ الحمد شریف، آیۃ الکرسی ایک بار، تینوں قل تین تین بار اول آخر درود شریف تین تین بار پڑھ کر

دم کریں اور آپ یا برہان میاں یا کوئی محرم[1] اس کے چھینٹے ان کے منہ اور سینے پر بقوت ماریں، ہر چھینٹے کے ساتھ کہتے جائیں :-

اللّٰھم اشف امتک وصدق رسولک صلی اللّٰہ علیہ وسلم

تنہا اس عمل مبارک کے فوائد ہیں، کیسا ہی سخت بخار حتیٰ کہ معاذ اللہ مزمن یا تپ دق عیاذاً باللہ ہو لا یجاوز تسعا باذن اللہ تعالٰی

والسلام مع الاکرام۔

بخدمت والدہ صاحبہ سلام بہ برہان میاں وسائر اعزہ ۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

اعلیحضرت کے لطف وکرم، غمخواری و دلداری کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ۱۳۳۷ھ میں میری بچیاں فوت ہوئیں تو اعلیحضرت نے تعزیت نامے سے نوازا اور انتہا درجہ کی ہمدردی و غمخواری فرمائی، مکتوبِ گرامی یہاں نقل کیا جاتا ہے جو غمزدوں کے لئے تریاق واکسیر کا حکم رکھتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد والکرم والفضل الاتم حامی السنن ماحی الفتن عید الاسلام ونور عینی ودرۃ زینی مولوی برہان الحق وحافظ صاحب مکرم کرمفرمائے راقم حافظ محمد غوث صاحب سلّمہم واکرمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- "اللہ عزوجل کا ہے جو اس نے دیا اور

---

[1] بالعموم شادی و غمی میں محرم و نامحرم کی تمیز اٹھ جاتی ہے مگر امام احمد رضا کے اتباع شریعت کی یہ شان ہے کہ زندگی کے ہر ہر مرحلے پر شریعت کی پابندی کی ہدایت کرتے نظر آتے ہیں، اس سے ان کے مقام تقویٰ اور مقام عزیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ مسعود

اسی کا ہے جو اس نے لیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر معین، جس میں کمی بیشی ناممکن اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا، صبر والوں کے لئے اجر بے حساب ہے" ـــــــ جو چیز گئی، بے صبری سے واپس نہیں آسکتی، ہاں ثواب کہ اس سے کروڑوں درجہ اعلیٰ ہے، جاتا ہے ـــــــ صحیح حدیث میں ہے، جب مسلمان کے نابالغ بچے کی روح قبض کر کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہِ عزت ہوتے ہیں، فرماتا ہے کہ "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟" ـــــــ اور وہ اعلم ہے ـــــــ عرض کرتے ہیں "ہاں اے ہمارے رب!" ـــــــ فرماتا ہے، "کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟" ـــــــ عرض کرتے ہیں، "ہاں اے رب!" ـــــــ فرماتا ہے،" پھر اس نے کیا کہا؟" ـــــــ عرض کرتے ہیں،" الحمد للہ کہا، تیری حمد بجا لایا" ـــــــ فرماتا ہے،" گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے ایک مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو ـــــــ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم،

حدیث میں ہے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا، فرمایا :-

الحمد للہ دفن البنات من المکرمات

"بیٹیوں کا دفن کرنا عزت کی بات ہے"

مولیٰ عزوجل دونوں صاحبوں کو نعم البدل عطا فرمائے ـــــــ برہان میاں کو عمر اعلم وعمل وعزت کا بیٹا دے کہ ان کے اور حضرت مولانا عبدالاسلام کے ظلِ کرمت میں مدارجِ عالیہ کو پہنچے، عالیہ سلمہا باعث برکاتِ دارین والدین رہیں، آمین۔

دونوں ہی برادر عزیز نورِ چشمی برہان میاں کی دلہن امۃ المصطفیٰ محمد بخش

صاحب کے گھر میں چاروں صاحب یہ پڑھیں :-

الحمد للہ انا للہ و انا الیہ راجعون عسٰی ربنا
ان یبدلنا خیرا منھا۔

اول آخر درود شریف، ان شاء اللہ العزیز نعم البدل عطا ہوگا۔

آٹھ ماہ سے میری منجھلی لڑکی سلمہا اللہ تعالیٰ وعافاہا بالخیر علیل ہے، معدے میں صلابت، گردوں میں چپک، پسلیوں میں درد ——— اسی حالت میں اس کا ایک لڑکا جاتا رہا، ایک پارسال گیا تھا، بفضلہٖ تعالیٰ بہت صابرہ ہے، اب بیس روز سے صاحبِ فراش ہے، اس حالت میں بھی عصا و تکیہ کے سہارے سے، جیسے بنتا ہے، فرض کھڑے ہوکر برابر ادا کرتی ہے، سنن وغیرہ بیٹھ کر، وہ مجھے بہت عزیز ہے، اس کی شفا کے لئے سب صاحب دعا فرمائیں، التزام کے ساتھ فرمائیں، پنجگانہ نمازوں اور حلقۂ درود شریف کے بعد چند روز تین تین بار بتوجہِ قلب یہ دعا پڑھا کریں :-

یا حلیم یا کریم اشف امۃ النبی ام کلثوم

مولیٰ تعالیٰ بالخیر آپ حضرات کی دعا بظہر الغیب سے عطا فرمائے۔

رمضان سے اب تک میرے زیرِ ناف ایک درد کے تیرہ دورے ہو چکے ہیں، حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

حضرتِ مولانا! میرا التزام یہ ہے کہ کارڈ میں بسم اللہ شریف یا کوئی آیت یا اسمِ جلالت یا دونوں اعلام طیبۂ رسالت نہیں لکھا کرتا، فتویٰ جو کارڈ پہ لکھتا ہوں، اس کا ختم وھو تعالیٰ اعلم پر کرتا ہوں، نامِ اقدس آتا ہے تو "حضور صلی اللہ علیہ وسلم" کی جگہ "علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام" لکھتا ہوں، سب صاحبوں کو دعا، سلام، والسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہ ۱۶؍ ذی القعدہ ۳۷ھ

جیسا کہ عرض کیا ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں بریلی سے جب جبل پور آیا تو پلیگ کے پھیلنے، اہلِ خانہ اور اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے پھر بریلی نہ جا سکا اور اس طرح سلسلۂ تلمذ گو بظاہر ختم ہو گیا مگر اعلیٰ حضرت کی فیض رسانی کا سلسلہ برابر جاری رہا چنانچہ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت جبل پور تشریف لائے تو چونکہ دورانِ قیامِ بریلی علمِ توقیت سے خادم کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں خادم کے لئے فنِ توقیت میں رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ خادم کو فنِ توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے —— اعلیٰ حضرت کی بریلی مراجعت کے بعد میں نے "جدول تعدیل النہار" بنا کر حاضر کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :-

"جدول کی تصحیح حاضر، ماشاء المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک المولیٰ، اب جدول مطالع البروج بافق جبل پور عرض شمالی ۲۳° بنائیے"... [1]

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کے دستِ مقدس سے خادم کی جبل پور میں دستار بندی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سنہ مذکورہ میں اعلیٰ حضرت بریلی سے جبل پور تشریف لائے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء سنیچر کو بعد عشاء عید گاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا، تین چار ہزار کا مجمع تھا، مولانا عبدالاحد صاحب پھر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے تقریر فرمائی، اس وقت تک لاؤڈ سپیکر کا استعمال عام نہ ہوا تھا، دونوں تقریروں میں مجمع سے آوازیں اٹھیں، "زور سے بولئے، سنائی نہیں دے رہا" —— مگر یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ مجمع کے بالکل آخری کنارے کے لوگوں نے اچھی طرح حضرت کی تقریر سُنی۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر عجیب شاہکار تھی، ہر فرد محوِ سماعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان اور محبت و

---

[1] اعلیٰ حضرت کے رسالہ فنِ توقیت، جدول تعدیل النہار والے نامے کا عکس آخر میں "نوادرات امام احمد رضا" کے عنوان کے تحت پیش کر دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ مسعود

فنائیت کے بارے میں جو فرمایا یہ حضرت ہی کا حصہ تھا۔

دورانِ تقریر والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وضاحات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمائے جو پیچھے عرض کیے جا چکے ہیں۔ جب والد ماجد پر عنایات و نوازشات کا سلسلہ جاری تھا اسی وقت حضرت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب نے سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت کے حضور پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر اس خادمِ آستانِ برہان کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ والد ماجد کو مبارک خطاب عبید الاسلام سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

" مولانا عبید الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند، دورانِ قیامِ بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے، اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباعِ سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے، میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستارِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں "

اتنا فرما کر اپنے دستِ مبارک سے عمامہ میرے سر پر تین پھیرے لپیٹ کر والد ماجد کو دے کر فرمایا " آپ تکمیل کر دیں " ——— والد نے تین پھیرے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام کو دیا، آپ نے تکمیل فرمائی الحمد للہ علیٰ اکرامہ وانعامہ واحسانہ، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا :۔

" رب العزت تبارک وتعالیٰ میرے روحانی ولدِ اعز کو ان کے برہان الحق کے ساتھ ' برہان الدین '، ' برہان الملۃ '، ' برہان السنۃ ' بنائے اور حضرتِ عبید الاسلام کے ظلِ رحمت و عاطفت کے تحت دینِ متین و شرعِ مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں بزمِ بریلی میں منظرِ اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسنِ اتفاق کہ

جبل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا، بارک اللہ!"

اعلیٰ حضرت کے منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت بطور تشکر و سپاس نامہ کچھ کلمات عرض کئے، اس وقت فی البدیہہ چند اشعار ذہن میں آئے جو بہت پسند کئے گئے، سب اشعار تو یاد نہیں، صرف تین شعر یاد رہے ؎

جب عید ہوگی ہوگی، یہاں عید آج ہی | وابستگانِ امن احمد رضا کی ہے
گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے | ان سب پہ بیوے کی صوبت بلا کی ہے

خالی گئی نہ پھر بھی تری آستاں رسی
بر آن یہ خوبی تنہ سے خلوص و صفا کی ہے

دو بجے رات کو صلوٰۃ و سلام و دعا پر نہایت کامیابی کے ساتھ مبارک جلسہ ختم ہوا، الحمد للہ! معانقہ و قدم بوسی کے لئے مجمع نے اسٹیج کو گھیر لیا، صبح چار بجے مکان پر پہنچے، نماز فجر کے بعد آرام فرمایا۔

جبل پور میں اعلیٰ حضرت نے دستارِ فضیلت و سندِ اجازت کے ساتھ ساتھ سندِ خلافت سے بھی نوازا، یہ عربی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی، خادم برہان کو جو سند عطا فرمائی اس میں اپنے دستِ مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے:-

سند

یا ولدی و برد کبدی و قرۃ عینی و عزۃ نیہینی
ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قامع الرذائل
مولانا المولوی عبد السلام و قد لقبتہ عید الاسلام
جعلک اللہ کاسمک برھان الحق المبین و ناصر
الدین المبین و کاسر رؤس المفسدین آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
فی جبلفور بخطہٖ

اعلیٰ حضرت نے ازراہِ شفقت وعنایت خادم کے رسائل پر تقریظیں بھی تحریر فرمائیں چنانچہ سیتاپور (یو۔پی) سے ایک استفتا رسادات مارہرہ کے ایک بزرگ مرتضیٰ حسین صاحب نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں خادم نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر کیا :-

اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین

۱۳۳۷ھ

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی جو خادم کے لئے ایک نہایت مستحکم سند ہے ۔ الحمد للہ ! :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ! فقیر غفرلہ القدیر اس تالیفِ منیف و تصنیفِ لطیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا، مولیٰ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزندِ دلبند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق و برھان الحق کو دارین میں مدارجِ عالیہ و معارجِ جلیلہ کرامت فرمائے، بجاہ محمد تعالیٰ بیان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الیٰ یوم القیام کے برکات میں ع

وحسن نبات الارض من کرم

غفر اللہ تعالیٰ لی و لھما ولجمیع اخواننا اھل السنۃ و وقانا جمیعا برحمتہ من کل فتنۃ و محنۃ بجاہ سید الانس والجنۃ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ و ابنہ و حزبہ

الصلوٰۃ والسلام علیٰ مر اللیالی والایام آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

نمبر

احمد اللہ خالق النسم

ذاری اللوح باری القلم [1]

بریلی سے آنے کے بعد پھر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں بریلی جانا ہوا جب گاندھی نے تحریک ترک موالات چلائی اور ملک میں ایک ہیجان برپا ہوگیا، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ جب میں بریلی پہنچا تو رجب ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام ابوالکلام آزاد کی صدارت میں بریلی جلسہ ہونے والا تھا جس کی دعوت اعلیٰ حضرت کو بھی دی گئی تھی مگر آپ نے رد فرمادی، بہرکیف سید سلیمان اشرف بہاری کی سرکردگی میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ۲۰ سوالات لیکر ایک وفد ابوالکلام آزاد سے جواب طلبی کے لئے روانہ ہوا، میں بھی ساتھ ہولیا جلسہ گاہ میں آزاد سے دو ٹوک باتیں ہوئیں، تفصیل آگے آتی ہے۔

میں دو ہفتہ بریلی رہ کر جبل پور آگیا، رمضان المبارک کے بعد اعلیٰ حضرت کا مزاج سخت ناساز ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے، یہاں جبل پور میں میری بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا محمد لسان الحق، دونوں ایک ہی دن میں انتقال کر گئے ———— صبح چار بجے بچی کا اور ۶ بجے بچہ کا انتقال ہوگیا اور انہی کے بعد میرے چچا زاد بھائی عبدالقیوم کا بھی انتقال ہوگیا، اعلیٰ حضرت کو خبر کی گئی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

---

[1] رسالہ اجلال الیقین پہلی بار مطبع اہل سنت وجماعت، کلکتہ میں چھپا جس میں یہ تقریظ شامل ہے، ناقل مصنف کا دوسرا رسالہ صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ) الٰہ آباد میں طبع ہوا، اس پر اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خاں صاحب کی تقریظ ہے۔ مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشد البلاء علی الانبیاء ثم الامثل فالامثل

جانِ پدر، نورِ بصر حجۃ اللہ تعالیٰ کا سمہ برہان الحق المبین وعزیزہ عنیفۃ الخم کیہ سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون ــــــــ ان للہ ما اخذ وما اعطیٰ وکل شیئ عندہ باجل و انما المحروم من حرم الثواب و انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔

"بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی ناممکن ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا اور جو صبر کریں، انہیں کے لئے ان کا ثواب بے حساب ہے پورا"

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبرِ جمیل واجرِ جزیل ونعم البدیل عطا فرمائے، تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :-

ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع و
نقص من الاموال والانفس والثمرات و
بشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون، اولئک
علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک
ھم المھتدون ہ

" اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے، اے محبوب خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھر کر جانا ہے جو ایسا کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔"

میرے پیارو! اپنے رب عزوجل کی رحمت دیکھو ــــــ!

بلاء کہ معاذ اللہ ناگہاں آئے، بہت سخت ہوتی ہے لہذا پہلے سے مطلع کر دیا کہ ہم ضرور ان باتوں سے تمہاری آزمائش فرمائیں گے، تم ہمارے حضور گردن رکھنے کے لئے مستعد ہو اور اسے آزمائش سے تعبیر فرمایا کہ دیکھیں کون ہمارے حکم پر گردن جھکاتا اور کون ناراض ہوتا ہے، جب بندۂ مسلم پر ان میں سے کوئی بلا آئے وہ فوراً متنبہ ہو یہ وہ ہے جس کی میرے رب نے پہلے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ تیری آزمائش ہوگی، وہ فوراً اس کے حضور زمین پر سر رکھ دیگا اور اس کے حکم پر ناراض نہ ہوگا اور اس کی رحمت کا دامن تھام کر آزمائش میں سچا نکلنے کی کوشش کرے گا ------- لہ

اللہ کی بشارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت، اللہ کی درودیں، اللہ کی رحمت، اللہ کی ہدایت ــــــ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کر سستی ہیں ــــــ بے صبری سے جو چیز گئی، آ نہیں سکتی مگر یہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں ــــــ دیکھو ایک اسی کلمۂ انا للہ وانا الیہ راجعون، میں کیسی کیسی صبر کی تلقین فرمائی ہے

لہ فوٹو اسٹیٹ کاپی ذرا مدھم تھی اس لیے اس مقام پر ایک ڈیڑھ سطر نہیں پڑھی گئی۔ مسعود

ہم اللہ ہی کی ملک ہیں، جب ہمارا اور ہماری چیز کا وہی مالک ہے تو مالک اگر اپنی ملک کسی سے لے، اس کا غم کیا معنیٰ؟ ——— اور ہم کو اسی کی طرف پھر کر جانا ہے، ایک جاتا اور ہم کو یہیں رہنا ہوتا تو غم تھا کہ اب ملنا کیسے ہوگا! ——— ہم کو بھی تو وہیں جانا ہے تو فکر اس کی چاہیئے کہ ایمان پر اٹھیں کہ جانے والے سے ملیں، وہ ہماری شفاعت کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا "جس کے تین بچے نابالغ مرجائیں وہ قیامت میں اللہ تعالےٰ کے حضور اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے، انہیں بخشوا کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے" ——— صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے دو بچے مریں؟ ——— فرمایا "وہ بھی" ——— یہ اچھا ہے یا دنیا کی مصیبتوں میں اس کا پھنسا رہنا کہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوتا اور کیا حالت اختیار کرتا ——— مسلمانوں کے چھوٹے بچے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں دئے جاتے ہیں، وہ انہیں پرورش فرماتے ہیں، درخت طوبیٰ کے سایہ میں رکھتے ہیں ——— ابراہیم خلیل اللہ کی گود اچھی یا تمہاری؟ ——— طوبیٰ کی چھاؤں اچھی یا تمہاری چھت کی؟ ——— صحیح حدیث میں ہے، جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کر کے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں، وہ فرماتا ہے، "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟" ——— عرض کرتے ہیں، "ہاں"! ——— فرماتا ہے، "گواہ رہو کہ میں نے اسے بخشدیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ، اس کا نام بیت الحمد رکھو" (تعریف کا مکان)۔

آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ کہیں الحمد للہ، انا للہ وانا الیہ راجعون

۷۵

عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون

اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا

صحیح حدیث میں ہے اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا۔

والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

۹ صفر سنہ ۴۰ھ

"

۵

اسفارِ امام احمد رضا

وطن گرچہ آرام را درخور ست
جبل پور ما را از و خوش تر ست

امام احمد رضا

۵

رجب ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں اعلیٰ حضرت مدرسہ حنفیہ اہلِ سنت کے اجلاس میں شرکت کے لئے بریلی سے پٹنہ تشریف لے گئے اور وہاں ایک اجلاس میں تین گھنٹے مسلسل آپ کی تقریر ہوئی[1] ——— ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۲ء میں کلکتہ تشریف لے گئے ——— ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں اعلیٰ حضرت بمبئی کے راستے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ماہِ ربیع الاول میں بمبئی کے راستے ہی واپس تشریف لائے، والدِ ماجد کے ساتھ خادم بھی بمبئی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت کے دیدار سے مشرف ہوا، بمبئی کے قیام کے دوران چند قابلِ ذکر حالات سامنے آئے، ملاحظہ فرمائیں :-

۱- قصائی محلے کی مسجد میں نمازِ جمعہ اعلیٰ حضرت کی امامت میں ادا کی گئی۔

۲- سنیچر کو قصائی محلے کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا، منبر کے قریب والدِ ماجد اور چچا کے پیچھے میں دیوار سے ٹیک کر بیٹھا تھا، مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، ایمان افروز نورانی تقریر سے مجمع پر محویت طاری تھی، تقریباً ایک گھنٹے بعد مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، خواب میں دیکھا، ایک عجیب دلکش نور سے پوری فضا منور ہے، درود و سلام کی سرور افزا آواز سے بیدار ہوا، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت منبر سے نیچے کھڑے دست بستہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھ رہے ہیں، چشم مبارک سے قطرات ٹپک رہے ہیں اور پوری مسجد صلوٰۃ و سلام کی آواز سے گونج رہی ہے، میں بھی صلوٰۃ و سلام

---

[1] اس تقریر کا خلاصہ قاضی عبدالوحید نے اپنی تالیف دربارِ حق و ہدایت (مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) میں شائع کر دیا تھا۔ مسعود

میں شامل ہوگیا، اعلیٰ حضرت کے آنسو جاری تھے اور جس والہانہ انداز سے محوِ صلوٰۃ وسلام تھے وہ عجیب کیف افزا تھا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں ـــــــ صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہو کر اعلیٰ حضرت منبر پر تشریف لائے، آدھ گھنٹے بعد دعا پر تقریر ختم ہوئی، مصافحہ، قدم بوسی میں ایک گھنٹہ صرف ہوا، ہم اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر قیام گاہ واپس ہوئے ـــــــ راستہ میں چچا سے میں نے مسجد میں دورانِ وعظ خواب کا ذکر کیا، خواب کا واقعہ سن کر والد اور چچا میں یہ گفتگو ہوئی :-

اعلیٰ حضرت مدینہ طیبہ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت و توقیر و تعظیم پر بیان فرما رہے تھے، یکایک کافی بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر منبر سے اتر کر ہاتھ باندھ کر عجیب رقت آمیز آواز میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے قبلہ رخ کھڑے ہو گئے، ولادت مبارک کا ذکر نہ تھا، نہ وعظ ختم کرنے کا ہی کوئی انداز تھا، اعلیٰ حضرت کی باطنی روحانی نظرِ مبارک نے دیکھ لیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس لئے فوراً منبر سے اتر آئے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے لگے، بہت ہی بابرکت وسعادت محفل تھی اور اعلیٰ حضرت کی بالکل ظاہری کرامت ہے۔

قیام گاہ پہنچے تو اور بھی لوگ ہمارے ساتھ تھے، بیٹھ گئے اور والد ماجد نے مجھ سے میرے خواب میں نظارہ کی کیفیت دریافت فرمائی اور سن کر میری دونوں آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیا اور فرمایا "ان شاء اللہ! تو بڑی قسمت والا ہے"۔

صبح حسبِ معمول ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدتمندوں کا مجمع تھا، حضرت کھڑے تھے ہمارے مصافحہ و قدم بوسی کے بعد حضرت نے والد کو پہلو میں جگہ دی، سب بیٹھ گئے۔

ایک صاحب سفید گھنی داڑھی، ترد، ٹوپی لگائے، اعلیٰ حضرت کے سامنے قریب بیٹھے ہوئے، آنسو جاری، کچھ ذکر کر رہے تھے، انہوں نے ذکر شروع کیا ـــــ

رات وعظ میں وہ مسجد کے درمیان دروازے سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور آنکھیں بند تھیں، محویت کے عالم میں دیکھا کہ ایک نور محیط ہو گیا ہے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی آواز پر آنکھ کھولی تو سامنے سارا مجمع کھڑا صلوٰۃ و سلام پڑھ رہا ہے۔

یہ سن کر والد ماجد نے عرض کیا، حضور یہی منظر برہان نے بھی دیکھا ہے
اعلیٰ حضرت نے صرف یہ فرمایا:۔

"یہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا کہ تجلی فرمائی، الحمدللہ"

۳۔ ایک روز اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا "آج عصر کے بعد ایک مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندرہ چلنا ہے، واپسی میں مغرب مہائم شریف میں ادا کر کے دعوت ہے، آپ عصر کے پہلے آجائیں" ہم لوگ حسبِ ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ باندرہ پہنچے مسجد کے مشرق کی جانب ایک ٹین کے ہال کے باہر بڑا مجمع تھا، اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر مجمع نے راستہ دیا، حضرت کے پیچھے ہم لوگ ہال میں داخل ہوئے، تخت پر ایک بزرگ عمامہ باندھے[1] پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے ہیں، دلائل الخیرات

---

[1] یہ بزرگ شاید حضرتِ موسیٰ سہاگ تھے جن کا امام احمد رضا نے ملفوظات حصہ دوم، ص ۳۸) میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

"سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعتِ مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا، حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں" مسعود

شریف دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل پڑھنے میں مصروف ہیں ،
اعلیٰ حضرت کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کتاب بند کردی، اعلیٰ حضرت
سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا، ہم سب قدم بوسی کر چکے
تھے تو ہم سب کو ایک بڑے ہال میں بٹھایا گیا، پورا ہال بھرا ہوا تھا، چند منٹ
بعد وہاں کے منتظم خاص حاجی قاسم آئے، اعلیٰ حضرت سے عرض کیا، "جو
لوگ مجذوب صاحب کی زیارت کو آتے ہیں، ان کے لئے چاے، کافی ،
قہوہ تیار رہتا ہے، حضرت جو فرماتے ہیں پلایا جاتا ہے، آپ حضرات
کے لئے دریافت کیا گیا تو فرمایا "چاے، کافی، قہوہ میں سے جو حضور فرمائیں
وہ اس وقت پلایا جائے" ——— اعلیٰ حضرت نے فرمایا، بزرگ نے
چاے، کافی، قہوہ تینوں کا نام لیا ہے اس لئے تینوں کو ملا کر پلایا جائے،
چنانچہ ایک بڑے ساوار میں تینوں کو ملا کر پلایا گیا، ان دنوں بڑے
پیالے چلتے تھے، بھر بھر دئے گئے، رنگ دیکھا تو کراہت ہوئی مگر لب سے
لگایا تو اتنا لذیذ پایا کہ پورا پیالہ صاف کردیا۔

والد ماجد نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت
حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کرکے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا۔
——— واپسی کے وقت میں اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہا، جب حضرت
مصافحہ کرکے آگے بڑھے، میں نے ان کے قدم پکڑ کر عرض کیا "میرے
لئے دعائے خیر فرمائیے!" ——— بزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا،
سندھی الفاظ تھے اور اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کیا :۔

" اس کے پیچھے چلتا جا، تیرے پیچھے سب چلیں گے "

ہم جب واپسی کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے، میں اعلیٰ حضرت اور والد ماجد
کے درمیان بیٹھا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا "برہان میاں! آپ نے
مجذوب سے کیا کہا تھا؟" ——— میں نے جو کہا تھا، وہ ادلا اس کا

جواب بتایا، اعلیٰ حضرت نے میری پیٹھ پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں برہان الحق، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے آمین"

والد اور چچا نے آمین کہا ——— !

اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی شریف کا قصد کیا، والد نے جبل پور تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا، فرمایا، ابھی تو اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی جاؤں گا، انشاء اللہ پھر کبھی جبل پور آؤں گا۔

۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں صاحب حج کے لئے گئے اور ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء بمبئی کے راستے مراجعت فرمائی، اعلیٰ حضرت ان کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے جانے والے تھے جس کا مندرجہ ذیل والا نامے میں ذکر فرمایا ہے :۔

مکتوب اعلیٰ حضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

بگرامی ملاحظہ ذی الفضائل الانسیہ والفواضل القدسیہ المنزہ عن الرذائل الانسیہ حامی السنن ماحی الفتن الدنیہ مولانا با لفضل اولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب سلمہ السلام علی المناقب وشامخ النواصب، آمین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' :۔ اعز اللہ شانکم ورفع مکانکم وابلج برھانکم۔

برادر بجان برابر مولوی حسن رضا خاں سلمہ الرحمٰن کا خط ۲۶ ذی الحجہ کا لکھا ہوا مکہ معظمہ سے یک شنبہ گزشتہ کو آیا تھا جس میں صرف اس قدر تھا کہ عن قریب بعونہ تعالیٰ مدینہ طیبہ حاضر ہونے والے ہیں مگر تعیین تاریخ نہ تھا ——— اس یک شنبہ کو کوئی خط آئے گر نہ آیا وحسبنا اللہ

ونعم الوکیل، اگر خط آجاتا تو حساب ہوسکتا کہ واپسی بالخیر کب تک ہوگی،
اب ایک نہایت مجمل حالت ہے، دعائے خیر فرمائیں۔

حضرت بابرکت سید محمد حبیب اللہ صاحب زعبی دمشقی جیلانی اولادِ امجاد
حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں اور اس فقیر و احقر کے
حال پر کمال کرم فرماہیں، پہلے سے تشریف لاتے ہیں، یہ بھی میرے حجاج سلمہم
اللہ تعالیٰ کے استقبال کو میری طرح بمبئی تشریف لے جانے والے ہیں،
میں دو ایک روز اور خط کا انتظار کرکے چلوں گا، اگر نہ آیا، یا آیا اور حساب سے
وقفہ پایا تو بعونہٖ تعالیٰ ضرور حاضرِ جبل پور ہوکر دو ایک روز جناب کی زیارت
سے مشرف اندوز ہوتا ہوا بمبئی جاؤں گا اور اگر خط آیا جس سے ظاہر ہوا کہ
بالخیر فوراً بمبئی پہنچنا چاہئے تو جناب کو بذریعہ تار اطلاع دے دوں گا کہ
براہِ راست بمبئی جاتا ہوں، والسلام مع الاکرام۔

بجملہ احبابِ اہلِ سنت سلام سنۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

شب ۴ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ لیلۃ الاثنین

اعلیٰ حضرت نے حسب الارشاد بمبئی جاتے ہوئے صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں
۴ روز قیام فرمایا اور جبل پور کو اپنے قدومِ سعادت لزوم سے دار السرور ہونے کا شرف
بخشا، اس موقع پر والدہ صاحبہ اور بہت سے لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے ——
یہ میری نوعمری کا واقعہ ہے۔

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلانے کا جوش و ولولہ پیدا ہوا،
ہم نشین احباب سے مشورہ کیا، سب نے نہایت پُرخلوص جذبہ کے ساتھ میری تائید کی
پورے تعاون کا وعدہ کیا، ہم سب مل کر والدِ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت
کو جبل پور بلانے اور دعوت دینے کی درخواست کی، والدِ ماجد نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو بلانا

معمولی بات نہیں، ہم ان کے شایان شان عزت اور خدمت کرسکیں گے؟ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی، ہم دنیائے سنیت کو کیا جواب دیں گے؟ ——— سب نے عرض کیا: "حضور جیسا فرمائیں گے ہم دل وجان سے ویسا ہی انتظام کریں گے" ——— والدِ ماجد نے انتظامات کے متعلق جو فرمایا، سب نے منظور کرلیا ——— فرمایا، "اعلیٰ حضرت کسی دینی، مذہبی اہم ضرورت کے سوا کہیں تشریف نہیں لے جاتے" ——— چونکہ اس خادم سرکارِ رضا کو برہان نوازی پر ناز تھا، میں نے اس یقین کے ساتھ کہ میری کوشش ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی، اور میں حضور کو لے آؤں گا ——— عرض کیا، "آپ عریضۂ دعوت تحریر فرمادیں، ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں، برہان حضور کو لینے حاضر ہو رہا ہے، حضور جب قصد فرمائیں گے، برہان سفر کا انتظام کرے گا" ——— والدِ ماجد نے نہایت عقیدت کے ساتھ عریضۂ دعوت لکھ دیا، انتظامیہ کمیٹی چچا حافظ عبدالشکور صاحب کی صدارت میں قائم کی گئی۔ دعوت نامہ لکھے جانے کے چار دن بعد بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگیا ———

صبح نمازِ فجر کے بعد بریلی پہنچا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے عرس میں پیلی بھیت تشریف لے گئے ہیں؛ میں نے بریلی پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی، نہ ہی والدِ ماجد نے دعوت نامہ میں میرے پہنچنے کا کوئی دن لکھا تھا،

میں نے آستانے کے دارالافتاء میں اپنا سامان رکھا، گھر میں سے سیدہ محترمہ والدہ نے ناشتہ بھیجا، میں ناشتہ کرکے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ۱۱ بجے پیلی بھیت سے تار پہنچا :۔

"برہان میاں کو پیلی بھیت بھیجو ———"

(احمد رضا)

میں ظہر کے بعد پیلی بھیت کے لئے روانہ ہوگیا، پیلی بھیت پہنچا تو اسٹیشن پر مولانا عبدالاحد صاحب میرا انتظار کر رہے تھے، مصافحہ معانقہ کے بعد میں نے پوچھا "میں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی، آپ کیسے اسٹیشن آگئے؟" ——— کہا، "اعلیٰ حضرت

نے فرمایا برہان میاں کو اسٹیشن لینے جاؤ"

اعلیٰ حضرت کا قیام مولوی فضل حق ٹمبر کنٹریکٹر کی کوٹھی میں تھا، رات برادر مولانا مجید نے مجھے حضرت کی خدمت میں نہ جانے دیا، محدث صاحب علیہ الرحمہ کے عرس کے جلسہ میں شریک ہوا، صبح مولانا کے ساتھ ناشتہ کے لئے بیٹھا تھا، لقمہ ہاتھ میں تھا کہ ایک صاحب یہ کہتے ہوئے آئے کہ "اعلیٰ حضرت ناشتہ میں برہان کا انتظار فرما رہے ہیں" —— میں نے لقمہ رکھ دیا اور تانگہ پر کوٹھی پہنچا، دیکھا، ناشتہ چنا ہوا ہے اور حضرت منتظر بیٹھے ہیں —— خادم کو معانقہ سے مشرف فرمایا، میں نے قدمبوسی کی۔ حضرت نے والد ماجد اور سب کی خیریت دریافت فرمائی —— ناشتہ شروع فرمایا؛ میں بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :۔

" مولانا عبد السلام صاحب نے اپنے گرامی نامہ میں جبل پور آنے کے لئے میرا پہنچا اس طرح پکڑ لیا ہے کہ عذر کی گنجائش نہیں اور میرے ضعف کی یہ حالت ہے کہ چند قدم چلنا دشوار ہے "

میں نے مسکراتے ہوئے عرض کیا، "حضور کی دعا و عافیت سے انشاء اللہ حضور کو سفر میں بالکل تکلیف و پریشانی نہ ہوگی" —— صاحب خانہ مولوی فضل حق نے کہا: " برہان میاں! گاڑی دو جگہ بدلنی ہوگی —— پلیٹ فارم کی طوالت، سیڑھیاں چڑھ کر پل کا عبور —— حضرت سے کیسے ہوگا؟ —— میں نے کہا "بریلی سے جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرو ہوگا" —— کہا "یہ بہت مشکل ہے اور روپیہ بھی تو بڑا خرچ پڑے گا" —— میں نے کہا کہ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

اللہ تعالیٰ میری مشکل کو آسان فرما دے گا" —— حضرت نے "انشاء اللہ" فرمایا —— ناشتہ دعا و برکت پر ختم ہوا، پیلی بھیت سے بریلی شریف واپس آئے۔

بریلی سے جبل پور روانگی کا دار و مدار ریل کے سیکنڈ کلاس کے ریزرویشن پر تھا، میں

ضیاء الدین صاحب وکیل کے ساتھ اسٹیشن ماسٹر سے ملا اور جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرو کرنے کے لئے کہا ——— اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیا، بی او، آر، آر سے اور الٰہ آباد ای، آئی، آر ——— جبل پور تک ریزرویشن کے لئے کمپنی کے سنٹرل دفتر کو لکھنا ہوگا آپ کل آؤ، ہم کچھ مدد کریں گے" ——— ہم واپس آگئے۔

میں دوسرے دن گیا، اسٹیشن ماسٹر مجھے دیکھتے ہی بولا :-

YOU ARE VERY LUCKY MAN

——— تم بڑی قسمت والے ہو، سنیچر[1] کو دہرہ دون میل میں الٰہ آباد تک فرسٹ کلاس ریزرو ہے، اس کے ساتھ ایک سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ ہے، وہ ہم تمہارے لئے ریزرو کرتے ہیں" ——— "جناب گاڑی میں بدلنا نہیں پڑے گا، الٰہ آباد میں جبل پور کے لئے سیکنڈ کلاس ریزرو آپ کو ملے گا" ——— میں نے "تھینکس" کر کے اپنا نام رجسٹرڈ کرا دیا، یہ بدھ کا دن تھا، اعلیٰ حضرت سے آکر عرض کیا اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں ——— میں نے الٰہ آباد، عزیزم سید محمد پیر محمد کو خط لکھا کہ الٰہ آباد میں پلیٹ فارم پر ایک کرسی تیار رکھیں اعلیٰ حضرت کو کرسی کے ذریعہ پلیٹ فارم عبور کرنا ہوگا ——— اور جبل پور یکشنبہ صبح پسنجر سے پہنچنے اور استقبال کے انتظام کے لئے لکھ دیا۔

دہرہ دون میل، صبح ساڑھے چار بجے روانہ ہوتا تھا، سنیچر کو دن بھر انتظامات ہوتے رہے، رات بھی تمام اسی طرح پوری ہوئی، ساڑھے تین بجے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب (مفتی اعظم ہند)، مولانا حسنین رضا خاں مع سید ایوب علی صاحب، سید قناعت علی صاحب اور مولوی محمد شفیع صاحب اسباب لے کر اسٹیشن کے لئے روانہ ہو گئے، صبح چار بجے[2] اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب (حجۃ الاسلام)، حاجی کفایت اللہ صاحب اور خادم بربان گاڑی پر اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضور عین نماز کے وقت گاڑی

---

[1] ۱۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ / مطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۱۹ء

[2] ۲۰ر جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ / مطابق ۲۳ر مارچ ۱۹۱۹ء

روانہ ہوگی، نمازِ فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ ——— اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا،

" ان شاء اللہ! پلیٹ فارم پر "

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالیس منٹ لیٹ ہے ——— پلیٹ فارم پہ جانماز، چادریں، رومال بچھا دیئے گئے اور بعونہٖ تعالیٰ کثیر جماعت نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نمازِ فجر ادا کی، تقبل اللہ! ——— یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز سے فارغ ہوئے ——— گاڑی آئی، میں آفس کی طرف چلا کہ ایک ریلوے افسر نے مجھے ساتھ لیا اور سیکنڈ کلاس کا تالا کھول کر مجھے آفس میں آنے کو کہا ——— میں ساتھیوں کو ٹرین میں اسباب رکھنے کے لئے کہہ کر آفس پہنچا، پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس اور پانچ ہی سرونٹ کلاس ٹکٹ لے کر آیا ——— گاڑی میں اعلیٰ حضرت کا بستر لگا کر مختصر ناشتہ، چار کے بعد لٹا دیا، گاڑی روانہ ہوئی ——— مولانا عبد الاحد صاحب پیلی بھیت سے لکھنؤ آئے اور وہاں سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

پرتاب گڑھ میں ہمارا کمپارٹمنٹ، الہ آباد کی گاڑی میں لگا دیا گیا، الہ آباد میں گاڑی ٹھہرتے ہی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے میرا نام پوچھا اور کہا کہ آپ کا سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ جو ریزرو ہے، پلیٹ فارم نمبر ۲ پر ہے، سیٹھ محمد بھائی نے آرام کرسی کا انتظام کر لیا تھا، اعلیٰ حضرت کو سیکنڈ کلاس میں پہنچا دیا گیا اور سرونٹ میں سامان رکھا، وضو کا انتظام کیا، سب نے حضرت کے ساتھ ظہر قصر با جماعت ادا کی ——— حضرت مولانا حامد میاں شہر میں کسی سے ملنے تشریف لے گئے ——— عصر کے بعد سیٹھ محمد بھائی ایک پارسی کی کار لے آئے ——— اعلیٰ حضرت، مولانا مصطفےٰ میاں، حاجی کفایت اللہ، یہ خادم اور محمد بھائی تفریح کے لئے نکلے ——— الہ آباد کے خاص خاص مقامات، گنگا جمنا کے ملنے کا تربینی گھاٹ وغیرہ دیکھتے ہوئے واپسی میں ایک بنگلہ کے سامنے گاڑی روک کر پارسی نے التجا کرتے ہوئے کہا، " ہمارے گھر کے بائی لوگ درشن کرنا مانگتے ہیں " ——— میں نے حضرت کی طرف دیکھا، حضرت نے مسکرا کر سر ہلا دیا، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، وہ بنگلہ میں گاڑی لایا، معلوم ہوا کہ محمد بھائی نے اعلیٰ حضرت کی بزرگی کا

پارسی سے ذکر کردیا تھا، اس کے گھر کی تمام عورتوں، بچوں نے ہاتھ جوڑ کر گاڑی گھیر لی اور "صاحب جی"، "صاحب جی" کہتے رہے ـــــ حضرت نے دونوں ہاتھ ہلا کر فرمایا، "تم سب اچھے رہو، اللہ تعالیٰ ہدایت کی نعمت عطا فرمائے"

الٰہ آباد اسٹیشن پر مغرب با جماعت ادا کی گئی ـــــ میں نے محمد بھائی سے ٹیکسی کا کرایہ دریافت کیا، محمد بھائی نے کہا، وہ کہتا ہے، "مجھے باباجی کے پیر چھو لینے دو، یہی کرایہ ہے" ـــــ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت مسکرا کر خاموش رہے، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، اس نے حضرت کی قدم بوسی کی، حضرت نے ہدایت کی دعا کی، سر اٹھا کر، ہاتھ جوڑ کر وہ رخصت ہوا۔

کھانے اور عشاء سے فارغ ہو کر حضرت کا بستر لگایا، سب آرام سے بیٹھ گئے تھے، گاڑی رات ۹ بجے روانہ ہوئی

پسنجر جبل پور صبح ۶ بجے پہنچتا ہے ـــــ ابھی ٹرین ۴ بجے کٹنی پہنچی، پلیٹ فارم نعرۂ تکبیر کی بہت زوردار آواز سے گونج اٹھا ـــــ آواز سن کر دروازہ کھولا، دیکھا والد ماجد ایک جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لئے جبل پور سے تشریف لائے ہیں ـــــ اعلیٰ حضرت سے سب قدم بوس ہوئے، اعلیٰ حضرت کے وضو کے لئے انتظام کیا گیا، فرمایا، "نماز فجر کہاں ہوگی؟" ـــــ عرض کیا، سلیمناباد میں، لیکن صرف ۲ منٹ گاڑی ٹھہرتی ہے، حضور وضو فرمائیں، خادم حاضر ہوتا ہے" ـــــ میں انجن کی طرف بڑھا، دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کر کے جا رہے ہیں، مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے کہا "سلیمناباد میں نماز فجر ادا کرنا ہے" پوچھا، "کتنا وقت لگے گا؟" ـــــ میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ منٹ ـــــ کہا، "میں لیٹ کردوں گا" ـــــ گارڈ بھی مل گیا، اس نے بھی اطمینان دلایا ـــــ گاڑی بڑے وقت پر سلیمناباد پہنچی، پلیٹ فارم پر جا نماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰۰ کی جماعت ہوئی، پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے ـــــ اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے ـــــ اسٹیشن ماسٹر صاحب طباق میں چائے لائے،

یہ ساگر کے قاضی خاندان سے ہیں، اعلیٰ حضرت نے چار نوش کرتے ہوئے فرمایا :۔

"مولانا عبدالسلام کا اثر ماشاء اللہ ریل پر بھی ہے"

غالباً ۲۰ منٹ ہوگئے، الحمد للہ! ڈرائیور نے ٹائم میک اپ کیا اور گاڑی ٹھیک وقت پر جبل پور اسٹیشن پہنچی، نعرۂ تکبیر سے اسٹیشن گونج اٹھا، پلیٹ فارم پر تل رکھنے کی گنجائش نہ تھی ——— گاڑی رکتے ہی میں نے گاڑی کے دروازہ پر کھڑے ہوکر مجمع کو مخاطب کرکے کہا :۔

"حضرات! اعلیٰ حضرت دام ظلہم الاقدس کی زیارت تمام حاضرین کو مبارک، آپ تمام انتہائی محبت وخلوص کے ساتھ سرکار رضا کی قدم بوسی اور مصافحہ کے لئے بے چین ہوں گے، میری گزارش ہے آپ مصافحہ سے حضرت کو تکلیف نہ دیں، صرف زیارت کرلیں اور راستہ بنالیں کہ حضرت آرام اور آسانی سے باہر تشریف لے جاسکیں، قیام گاہ پر ہر ایک کو مصافحہ و قدم بوسی کی آزادی ہوگی"

مجمع نے نعرۂ تکبیر سے استقبال کیا اور میری گزارش پر عمل کیا گیا، درمیان میں راستہ دیدیا، اعلیٰ حضرت آہستہ آہستہ دست مبارک پیشانی پر رکھ کر اشارہ سے سلام کرتے ہوئے باہر تشریف لائے ——— گوکل داس کی دو گھوڑوں والی بگھی جو پھولوں سے سجائی گئی تھی، اس پر سوار ہوئے، جلوس کے ساتھ ایک گھنٹے میں ہمارے مکان پہنچے ——— ملا محمد خاں اور نور خاں نے بغل میں نرم تکیوں کا سہارا دے کر اوپر پہنچایا اور یہ طریقہ ہر وقت سیڑھیاں اترنے چڑھنے کے لئے جاری رہا ———

قیام جبل پور کے زمانے میں جو معمولات رہے اور جو واقعات وحالات پیش آئے اب وہ بیان کئے جاتے ہیں ۔

جبل پور کے قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے یہ معمولات رہے :۔

۱۔ نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لے جاتے۔

۲۔ ناشتہ کے بعد زائرین اور ملنے والوں کو مشرف فرماتے۔

۳۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔

۴۔ نمازِ ظہر کے بعد پھر لوگ حاضر ہوتے۔

۵۔ عصر کے بعد کبھی تفریح کے لئے جانا ہوتا۔

۶۔ بعد مغرب کچھ وقت اوراد و وظائف و اشغال میں گزرتا اور کبھی دعوت میں جانا ہوتا۔

۷۔ بعد عشاء گیارہ بجے رات تک عقیدت مند حاضرین کے درمیان ذکر و نصیحت کی محفل ہوتی۔

میری دو بچیاں تھیں، زکیہ طلعت عمر پانچ سال اور صبیحہ نورانی عمر تین سال ——— صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب مطالعہ فرماتے ہوتے یا فتویٰ لکھاتے ہوتے دونوں بچیاں سامنے آکر بیٹھ جاتیں ——— ایک دن والدِ ماجد آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا، "یہ بڑے دادا ہیں" ——— اور والد کو کہا، "یہ چھوٹے دادا ہیں" ——— حضرت نے سن لیا اور بہت لطف اندوز ہوتے اور والدِ ماجد سے فرمایا، یہ ایسا کہہ رہی ہیں، والد بھی ہنسے ———

ایک دن مجھ سے فرمایا، "میری دو بچیوں کے لئے کان کے بندے (ایرنگ) چاہئیں" ——— میں نے صدر بازار میں اڈل جی کے یہاں سے نہایت خوبصورت یاقوت اور نقلی ہیرے کے دو جوڑے ایرنگ لاکر حضرت کو دکھائے، حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا، "ذرا پہنا کر دیکھوں کیسے لگتے ہیں" ——— زکیہ، صبیحہ دونوں سامنے بیٹھی تھیں، پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں دستِ مبارک سے پہنا کر دیکھا اور کچھ دعا فرمائی ——— حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت کی، میں نے عرض کیا، "حضور قیمت دے دی ہے" ——— پھر بچیوں کے کانوں سے بندے اتارنے لگا ——— فرمایا، "رہنے دیجئے، اپنی انہیں دو بچیوں کے لئے منگائے تھے" ——— اور فوراً مجھے قیمت عطا فرمائی[1]

[1] آجکل علمائے کرام عموماً لیتے ہی لیتے ہیں دیتے نہیں، امام احمد رضا نے عطاء و بخشش کی سنت کو زندہ کیا اور یہ بتادیا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہی لیا نہیں دیا بھی ہے اور بہت کچھ دیا ہے ؎

دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

مسعود

——— افسوس دونوں بچیاں داغ مفارقت دے گئیں، بندے یادگار محفوظ ہیں۔

ایک دن بعد نماز عصر تفریح کے لئے بگھی پر، گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی گوروں کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جا رہی تھی، انہیں دیکھ کر حضرت نے فرمایا :-

"کم بخت بالکل بندر ہیں"

مولانا حسنین میاں نے فرمایا :-

"صرف دُم کی کسر ہے"

میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا :-

"وہ کثرت استعمال سے حذف ہو گئی"

اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہہ کی آواز سنی گئی، فرمایا :-

"حذف کی علت خوب رہی" ؎۱

؎۱ امام احمد رضا پر انگریزوں کی خیر خواہی کا الزام لگایا جاتا ہے، خیر خواہ اپنے دوستوں کا اس طرح مذاق نہیں اڑایا کرتے ——— متعدد شواہد اس الزام کی تکذیب و تردید ہوتی ہے، مثلاً :-

۱۔ ایک عیسائی نے آیت قرآنی پر بحث کرتے ہوئے خدا پر اعتراض کیا، امام احمد رضا کی خدمت میں استفتاء پیش کیا گیا تو جواب میں رسالہ "الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام" (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) تحریر فرمایا، جس میں حقائق کی روشنی میں عیسائیوں پر بہت ملامت کی ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں :-

"اللہ اللہ، یہ قوم ——— یہ قوم، یہ سراسر وہم، یہ لوگ ——— جنہیں عقل سے لاگ، جنہیں جنوں کا روگ ——— یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں؟ ——— انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!"

(مطبوعہ لاہور، ص ۲۱)

یہ کسی انگریز کے خیر خواہ کی تحریر نہیں معلوم ہوتی ———

۲۔ بریلی سے ماہنامہ الرضا نکلتا تھا، اس کے ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء کے شمارے میں یہ عنوان قائم کیا ہے :-

جبل پور سے پندرہ میل پر نربدا ندی کا نہایت زور دار اور دلکش آبشار ہے۔ تقریباً سو فٹ گہرائی میں پتھروں سے ٹکراتا ہوا نربدا کا پانی گرتا ہے۔ اس ٹکراؤ سے دھوئیں کی طرح پھوار بہت دور تک فضا میں اڑتی اور پھیلتی ہے اور سورج کی شعاعوں سے قوس قزح کی طرح رنگ برنگ منظر دور سے بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے ــــــ اسے "دھواں دھار" کہا جاتا ہے۔ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا گہرائی میں سنگِ مرمر کی چٹان پر گرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ اُبل رہا ہے ــــــ اسے "دودھ مَتھن" بولتے ہیں۔

"پنچبٹی گھاٹ"[1] سے کشتی پر چلتے ہیں تو ستر فٹ چوڑی اور کالی گہری نربدا کی سطح پر دونوں جانب ڈیڑھ سو فٹ اونچی سنگِ مرمر کی چٹانوں اور پہاڑوں کے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ ملاح کشتی کو کھیتے ہیں ــــــ ڈھائی تین میل تک درۂ دانیال کا نقشہ نظر آتا ہے، جہاں سے آگے کشتی نہیں جا سکتی ــــــ اس مقام کو "بندر کودنی"[2] کہتے ہیں، یہاں ایک طرف ریت کا سطح میدان ہے۔

(بقیہ) "انگریزی درسگاہیں ہمارے لئے کافی نہیں"

اور پھر انگریزی تعلیم اور مدارس پر کھل کر تنقید کی ہے، راقم نے مقدمہ دوام العیش (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۴۲،۴۴) میں اس الزام کے خلاف مزید دلائل پیش کئے ہیں۔ مسعود

[1] یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں نربدا ندی پانچ الگ الگ دھاروں میں بہتی ہے، اس لئے پانچ بٹ (راہ) یا پانچ دھاروں کی بنا پر اس کا نام "پنچبٹی" گھاٹ پڑا۔ برہان

[2] یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں دریائے نربدا بہت تنگ ہو کر بہتا ہے اور دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑوں سے بندر چھلانگ لگا کر دریا کو پار کر سکتا ہے ــــــ یہاں دریا کی گہرائی بھی اندازے سے باہر ہے اور دریا کے اندر پہاڑوں کے ہونے سے پانی میں بھنور ہر وقت رہتا ہے، اس لئے اس مقام سے آگے کشتی کو نہیں لے جاتے۔

برہان

"دھواں دھار" جاتے ہوئے راستہ میں داہنی جانب اونچے پہاڑ پر ایک مندر ہے جس کی ایک سو چالیس سیڑھیاں ہیں ——— اس مندر کو "چونسٹھ جوگنی" کہا جاتا ہے ——— اونچی دیوار کے احاطے میں چونسٹھ خانے ہیں، ہر خانے میں ایک قدآدم سنگ مرمر کا لنگا اور زنانہ بت ہے، ہر بت اس طرح کٹا ہوا ہے جیسے تلوار سے کام کیا ہو ——— کسی کا سر، کسی کے ہاتھ، کسی کی کمر، کسی کی چھاتیاں اور دیگر کٹے ہوئے اعضا اس بت کے سامنے پڑے ہیں۔

"بھیڑا گھاٹ" میں نربدا کے کنارے اونچی سطح پر دو ڈاک بنگلے ہیں، دونوں کے خانساماں اور نگراں مسلمان ہیں جو سیاحوں اور سیر کرنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں ——— دو عام سرائے بھی ہیں جن کا انتظام ہنڈوں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر ہندو "تیرتھ اشنان" کے لئے سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔

کچھ لوگ رات ہی کو انتظام کے لئے "بھیڑا گھاٹ" چلے گئے، نماز فجر کے بعد اعلیٰ حضرت کو لیجایا گیا، اوپر والے ڈاک بنگلے میں انتظام تھا ——— پہنچتے ہی ناشتہ کے بعد ایک پالکی پر اعلیٰ حضرت اور سب لوگ پیدل چلے ——— "چونسٹھ جوگنی" پر سیڑھیوں سے پہنچے ——— حضرت کی نظر جیسے ہی بتوں پر پڑی اشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الٰہا واحدا لا نعبد الا ایاہ و اشہد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھا۔

مندر کے دوسرے دروازے پر سلطان عالمگیر علیہ الرحمہ کے لئے دعا کی ——— اس دروازے سے باہر نکلے تو "دھواں دھار" کی پھوہار میں رنگ برنگ قوس و قزح کا نقشہ بہت خوشنما نظر آیا، حضرت نے دریافت فرمایا، "یہ کیا ہے؟" ——— میں نے عرض کیا، "حضور وہیں چل رہے ہیں" ——— "دھواں دھار" پہنچے، اور دھوئیں کی طرح فضا میں سبز، سرخ، نیلے عکس اور اوپر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار

تلاوت فرمائی ـــــــ ایک چھوٹی دھار کے کنارے پتھروں پر حضرت کی پالکی رکھدی گئی
جہاں بہت بڑی تیز دھار بھی صاف نظر آرہی تھی، آبشار بھی صاف نظر آرہا تھا ـــــــ
کچھ لوگ دور ہٹ کر نہانے لگے ـــــــ ایک گھنٹے بعد ڈاک بنگلے واپس آگئے،
کھانا تناول فرما کر کچھ آرام کیا پھر ظہر ادا فرمائی ۔

میرے ہم عمر دوست عبدالکریم پہلوان تھے جو سینہ پر پندرہ بیس من کا پتھر رکھ کر
اس پر ایک چھوٹے پتھر کو چُورا چُورا کراتے ـــــــ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو یہ
کرتب دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا ـــــــ ظہر کے بعد بنگلہ کے باہر ایک گھنے درخت
کے سائے میں اعلیٰ حضرت کرسی پر تشریف فرما ہوئے، پانچ گز کے فاصلہ پر سامنے ریت کو
پھیلا کر برابر کرکے عبدالکریم اس ریت پر لیٹ گئے تو آٹھ دس آدمیوں نے پندرہ بیس من
وزنی چونا پیسنے کے وزنی پتھر کو سنبھال کر پہلوان کے سینہ پر رکھ دیا، اس پر دوسرے
پتھر کو چار آدمیوں نے پتھروں سے کچل کر چور چور کر دیا ـــــــ اعلیٰ حضرت اس
منظر اور کرتب پر بہت خوش ہوئے، پہلوان سینہ سے وزنی پتھر ہٹا کر حضرت سے
قدم بوس ہوئے ـــــــ حضرت نے فرمایا "بڑا خطرناک تماشا ہے" اور جیب سے
دس روپے کا نوٹ اور رسالا انعام عطا فرمایا ـــــــ پہلوان کا حوصلہ بڑھا، وہ پھر ریت
پر لیٹ گئے، ایک چھکڑا گاڑی پر بارہ آدمیوں کو سوار کرکے چار آدمیوں نے گاڑی کو
کھینچا، پہلوان کے سینہ پر سے ایک پہیا نکالا ـــــــ حضرت نے پہلوان کی مشق
کی تعریف فرمائی اور فرمایا "بڑا خطرناک کھیل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔"

عصر کے بعد "بجبئی گھاٹ" سے دو کشتیوں پر نربدا کی سیر کے لئے بیٹھے ـــــــ
اعلیٰ حضرت نے کشتی پر قدم رکھ کر فرمایا، بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا، میں نے
آمین کہا ـــــــ کشتیاں سنگِ مرمر کی اونچی چٹانوں کے درمیان رواں ہوئیں، گھماؤ پھراؤ
کے ساتھ مناظرِ قدرت کے درمیان ۲۹ جمادی الاخریٰ کو رجب المرجب کا چاند نظر آیا،
ـــــــ اعلیٰ حضرت نے چاند دیکھ کر فرمایا :۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

وللہ الحمد هلال خیر وبهش ——— ربی وربک اللہ۔

اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ہم سب نے آمین کہہ کر ہاتھ اٹھا لئے۔

"بندر کودنی" کے خشک ریت کے میدان میں مصلّی اور رومال وغیرہ بچھا لئے گئے ——— میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں کہ اذان کی آواز سنائی دی، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے، حضرت ہی نے اقامت فرمائی اور نمازِ مغرب پڑھائی، فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے دستِ مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا :-

"حدیث شریف میں ہے، اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں کا ہر ذرہ شاہد اور گواہ ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لئے شاہد ہو جائیں۔"

میں نے عرض کیا "حضور! یہ ہماری اور یہاں کی ہر شے کی خوش نصیبی ہے کہ حضور کی زبانِ مبارک سے اذانِ مبارک کی سعادت افروز آواز سن کر شہادت کی برکت اور حضور کے ساتھ ثواب کے مستحق ہوئے، الحمدللہ! اور یہاں کا ہر ذرہ ہمارے لئے بھی شاہد ہو جائے" ———

حضرت نے فرمایا :-

"ماشاءاللہ! بارک اللہ!"

ہم کشتیوں پر واپس ڈاک بنگلے آئے، اعلیٰ حضرت نے اس سیر پر بہت مسرت ظاہر فرمائی ——— "بھیڑا گھاٹ" سے ہم سب ۹ بجے رات مکان پہنچے۔[1]

قیامِ جبل پور کے دوران اعلیٰ حضرت کی تقویٰ شعاری کے جو واقعات سامنے آئے وہ ہم سب کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

چند واقعات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :-

---

[1] ان واقعات کی کچھ تفصیلات الملفوظ، حصہ دوم برآن (مؤلفہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں) مطبوعہ کانپور، ص ۲۱۶ میں بھی ہیں۔

۱۔ ایک دعوت میں دسترخوان چُنا جارہا تھا کہ ٹائم پیس کا الارم نہایت سریلی پیانو کی آواز میں بجنے لگا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :۔

"اسے بند کرو کہ سریلی راگ کا سننا جائز نہیں!"

۲۔ ایک دعوت میں کھانے کے بعد ایک صاحب نے ہاتھ دھونے کے بعد دسترخوان سے ہاتھ پونچھا، اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک پڑگئی، فرمایا :۔

"دسترخوان صرف کھانے کے لئے ہے، اس سے ہاتھ پونچھنا خلافِ سنت ہے۔"

۳۔ سیٹھ دادا بھائی حاجی کریم نور محمد کے یہاں سب کے سامنے فیرنی طشتریوں میں تھی، اعلیٰ حضرت کے سامنے بڑی چینی کی رکابی میں تھی، فیرنی خوش ذائقہ تھی، اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمائی، چند چمچے نوش فرماکر دادا بھائی سے فرمایا :۔

"دادا بھائی! میں اس رکابی سے فیرنی حضرت عبد السلام کو دے سکتا ہوں؟"

ہم سب حیرت سے حضرت کو دیکھنے لگے، دادا بھائی نے عرض کیا "حضور کی مرضی، جسے چاہیں عطا فرمائیں" ——— میں نے عرض کیا "اس کے لئے دادا بھائی کی اجازت کی کیا ضرورت تھی؟" ——— فرمایا :۔

"میرے سامنے دسترخوان پر جو کچھ رکھا گیا' وہ امانت ہے، صرف میں کھا سکتا ہوں' جو باقی ہے وہ صاحبِ خانہ کا ہے، صاحبِ خانہ کی اجازت سے کسی کو دے سکتا ہوں، اس لئے میں نے دادا بھائی سے حضرت مولانا کو دینے کے لئے اجازت چاہی کہ خیانت کا شائبہ نہ رہے۔"

۴۔ سوداگر حاجی اکبر خاں کے یہاں دعوت میں قورمہ روٹی کے ساتھ اچھا معلوم ہوا، حضرت نے حاجی اکبر خاں سے فرمایا :۔

"خان صاحب! یہ قورمہ میں پی سکتا ہوں؟"

اکبر خاں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "حضور! اجازت کی کیا حاجت ہے اور حاضر کردونگا"

——— فرمایا :۔

" شوربہ ترکاری، روٹی چاول کے ساتھ کھانے کے لئے دسترخوان پر رکھی جاتی ہے پینے کے لئے نہیں، پینا صاحبِ خانہ کا مقصد نہیں ہوتا اس لئے اجازت کی ضرورت ہے۔"

۵۔ صدر بازار میں ٹھیکیدار حاجی محمد حیدر کے ہاں دعوت میں ٹھنڈا پانی نہ تھا، حاجی صاحب نے اپنے فرزند سے کہا "یٰسین! دیکھو مسجد کے گھڑے میں پانی ٹھنڈا ہوگا، جگ میں لے آؤ" ——— حضرت نے فرمایا :۔

" مسجد میں پانی صرف مصلیانِ مسجد کے لئے رکھا جاتا ہے، غیر مصلی کو اپنے یہاں منگا کر یا راستہ چلتے پینا جائز نہیں، مسجد کا پانی نہ منگایا جائے۔"

یہ ہیں وہ واقعات جو ہر عالم و عامی کے لئے نمونہ ہیں، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ شعار اور دیانتدار بنائے، آمین۔

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ "مجھے جبل پور میں دس دن سے زیادہ نہ روکا جائے گا" ——— میں نے عرض کیا تھا، "انشاء اللہ! حضور کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا" ——— اب دس دن پر پندرہ دن مزید قیام ہو چکا تھا ——— اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا، "مولانا! میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا" ——— میں نے عرض کیا، حضور نے بے شک دس دن ہی میں واپسی کے لئے فرمایا تھا، سرکار! وعدے کے دس دن پورے ہو چکے، اب تو وعدہ پر پندرہ زیادہ ہو گئے، وعدہ کا وقت ختم ہو چکا" ——— اتنا کہہ کر میں قدموں پر جھکا، حضرت نے اٹھا کر ہنستے ہوئے سینہ سے لگایا ——— والد ماجد نے فرمایا، "حضور! جبل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں حضور کی صحت بہت اچھی ہے، بریلی شریف میں حضور کرسی پر مسجد تشریف لے جاتے تھے، یہاں اللہ کے فضل سے پانچوں وقت کی نماز کے لئے مسجد پیدل تشریف لیجاتے ہیں، سترہ سیڑھیاں نماز کے علاوہ دعوتوں اور تفریح کے لئے بھی اترنے چڑھنے میں صرف سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں عصا کا سہارا لینا پڑتا تھا،

یہاں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے محفوظ رکھے، چہرۂ انور پر صحت کا نمایاں اثر ہے،
اگر حضور چند روز اور قیام فرمائیں تو غلاموں پر کرم ہوگا، بہر حال حضور کی مرضی مقدم ہے"
اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا :۔

" جبل پور کا پانی بہت زور دار ہے، اس سے زیادہ زور دار آپ
حضرات کی محبتیں ہیں :"

الحمد للہ! خوش نصیب جبل پور میں ایک مہینہ چار دن حضور نے قیام فرمایا اور
جبل پور کو دار السرور ہونے کا شرف بخشا، الحمد للہ!

بریلی پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ والدِ ماجد
کے نام والا نامہ ارسال فرمایا جو قابلِ مطالعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں :۔

مکتوب اعلیٰحضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لک الحمد یا من عنی و کفی
صلوٰتک دوماً علی المصطفیٰ

و اٰل و اصحٰب و اتباعہم
و غوث الوریٰ و اشیاعہم

سپس بہرِ عبدالسلام ایں سپاس
کہ از شکرِ خالق بود شکر ناس

وطن گرچہ آرام را درخور است
جبل پور مارا از و خوش تر است

نہ از خود شد او فرحت افزا مقام
کہ از عید الاسلام عبدالسلام

تو لائے اصحاب آں محترم
بر انگیختہ از وطن خاطرم

سلامت بود شاہ عبدالسلام
بحقِ محمد علیہ السلام

الٰہی نگہدار برہانِ حق
بود دائما از دے اعلانِ حق

برائے تو و نسلِ تو دائما
بود از احد، لطفِ احمد رضا

ترا ئی حافظِ حق و عبدِ شکور
انہ انت بود فضلِ حق را ظہور

همیشہ بود کارتاں را نظام ۔ محمد بود غوث تاں بالدوام
بود حق و قیوم، مغنی، ودود پسے جملہ تاں حافظ از ہر عنود
توئی ناہد و زاہداں را اطاعت زدرگاہ رب و ز احمد رضاست
خوش آناں کہ از نام غوث بلند سزاوار حمد و رضا گشتہ اند

جناب محترم، ذی المجد والکرم، حامی السنن السنیہ، ماحی الفتن الدنیہ، جامع الفضائل الانسیہ والفواضل القدسیہ، قامع الرذائل الانسیہ مولانا بالفضل اولانا مولوی حافظ شاہ عبد السلام عبد الاسلام سلمہ السلام وادام فیضہ علی الانام، آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

شب دوشنبہ ۸ بجے سٹیشن بریلی پر آیا، راہ میں بڑی نعمت بفضلہ عزوجل یہ پائی کہ نمازِ مغرب کا اندیشہ تھا، شاہجہانپور ۶-۳۳ پر آمد تھی کہ ہنوز وقت مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بفضلہ تعالیٰ ۱۵ منٹ لیٹ ہو کر شاہجہان پور پہنچی اور ۱۰ منٹ ٹھہری کہ بہ اطمینانِ تمام نماز اچھے وقت ادا ہوئی، وللہ الحمد!

اسٹیشن بریلی پر ہجوم احباب بکثرت تھا، وہابیہ خذلہم نے کہ اخبارِ موحشہ اڑا رکھی تھیں، رغماً لانوفہم موٹر کو راہ شہر کہنہ پر سے گئے اور بآنکہ میں حتی الامکان شر البقاع اسواقہا سے نفور ہوں، بازاروں میں لائے، بیچ میں کمپنی باغ کی ٹھنڈی سڑک پڑی، جس کے دونوں پہلو عجب خوشنما و سایہ دار و ہوا بار اشجار کی قطار دور تک تھی، یہ سڑک میں نے عمر بھر میں اسی شب دیکھی ——— موٹر بلحاظ ہمراہیاں بہت آہستہ خرامی کے ساتھ بہ دیر مکان پر پہنچا، فقیر نے ابتدا رہ مسجد کی نمازِ عشاء ہوئی، پھر ۱۱ بجے تک غزل خوانوں کا ہجوم رہا، ۱۱ بجے کچھ کھانا کھایا، ۱۲ بجے سے بخار آگیا، ۲ بجے بہت سردی معلوم ہوئی، پلنگ اندر لیا گیا، رضائی اوڑھی

اور سردی نہ جاتی تھی، دوسرے دن بفضلہٖ عزوجل ببرکت دعائے جناب پسینہ خوب آیا اور بخار اتر گیا۔ تیسرے دن پیاس اور درد کی شدت رہی کل روزِ چارشنبہ سب دنوں سے زیادہ کرب رہا، آج بفضلہٖ عزوجل بہت اعراض زائل ہیں اور دردِ سر میں اتنی تخفیف کہ یہ نیاز نامہ لکھ رہا ہوں۔

وہاں کے احباب کی صورتیں نگاہوں میں پھرتی ہیں، الحق علمائے کرام حرمین طیبین کے بعد یہ محبتیں، یہ خلوص، یہ اخلاق مجھ جیسے بے مقدار کے ساتھ وہاں کی مثل کہیں اور ہرگز ہرگز نہ پائیے، یہ سب برکات جناب ہیں، بارک اللہ تعالیٰ فیکم وبکم ولکم وعلیکم ——— میں تخصیص اسماء سے اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں، کوئی نام سہو نہ ہو جائے، سہو کی معافی مانگ کر اتنا عرض کروں گا تینوں گھروں کے ہر خورد و کلاں کا ادائے شکر ناممکن، مکرمی حافظ عبدالشکور صاحب، محمد غوث صاحب و زاہد میاں و فضل میاں و ظہور میاں وغیرہم کا کیا کہنا! ——— بے کسی کے کہے اپنی خواہش سے عبدالقیوم و عبدالودود و عبدالحی کا باوصف میرے بار بار منع کرنے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پنکھا جھلنا اور داد ابھائی، قاسم بھائی، عبدالکریم بھائی، حکیم عبدالرحیم صاحب، سید عبدالکبیر صاحب، ماسٹر محمد حمید صاحب، اکبر خاں صاحب، محمد خاں صاحب، عبدالسبحان صاحب و احمد بھائی و منشی صاحب وامثالہم کی خالصاً للہ محبتیں اور نور خاں و لعل محمد و استاد حسین و نظیر خاں و عبدالکریم پہلوان وامثالہم کی لوجہ اللہ خدمتیں عمر بھر یاد رہنے کی ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ گھر کے بچوں کو بالخیر پایا، برکاتی کے چیچک بشدت نکلی تھی، بفضلہٖ تعالیٰ عافیت سے دیکھ کر ان کے دیکھنے نے زکیہ و نورانی کی یاد کم نہ کی اور اگر میں عادی سیر و تفریح ہوتا تو زکیہ کی یاد ہر روز تجدید پاتی، مولیٰ عزوجل سب کو بالخیر والعافیۃ رکھے اور سب کے صدقے میں اس فقیر اور اس کے

احقر کو بھی، آمین۔

ان صاحبوں اور سید رعایت علی صاحب و حافظ کریم بخش صاحب و شیخ محمد حسین و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و رستم خاں صاحبان و بابو عبدالرحیم صاحب و حاجی عبداللہ صاحب و محمد ادریس و محمد اسمٰعیل و عبدالرحیم خاں و عبدالرحیم بن کریم بخش صاحب و شیخ کلو و محمد خاں و امام بخش و عبداللہ خاں و محمد حسین بجائی تلیا و حاتم علی و عظیم الدین و رحیم بخش و نظیر خاں صاحبان وغیرہم مبایعانِ تازہ و جملہ تائبین و سائر اصحاب کو سلام سنۃ الاسلام۔

نور بصری و ثمرۂ فؤادی مولانا برہان میاں، عزیزہ سعیدہ ہمشیرہ کی شادی کب ہے؟ کیا تاریخ مقرر ہوئی، شہر ہی میں ہے یا دوسری جگہ؟

والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

یوم الخمیس ۲۲ رجب ۱۳۳۰ھ ہجریہ قدسیہ علیٰ صاحبہا و آلہٖ الف الف صلاۃ و تحیۃ، آمین

حکیم صاحب کا دیوان کہیں کہیں سے دیکھا، اس میں اغلاطِ شرعیہ اور شعریہ بھی ہیں، اگر حکیم صاحب بعد اصلاح دوبارہ طبع کرائیں جو بوجہ اغلاطِ شرعیہ ضروری ہے تو ایک نسخہ اور بھیج دیں تاکہ اس پر فہرستِ اغلاط بنا کر بھیج دی جائے۔ والسلام [1]

---

[1] اس مکتوب کا عکس کتاب کے آخر میں "نوادراتِ امام احمد رضا" کے تحت شامل کر دیا ہے۔ مسعود

۶

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا
مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا
"مشرک را بندہ باش و با نصرانی
ہر کار حرام"، ایں ست ز شیطاں فتویٰ

امام احمد رضا

۶

۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریکِ ترکِ موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی، اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو ملا دیا گیا، سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین کہا جانے لگا، اس تحریک میں ہندوستان کے بعض پختہ مغز، نامور، ذی اثر، معزز مسلمان شامل ہو گئے اور تحریک زور پکڑ گئی۔ شوکت علی، محمد علی، ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالباری فرنگی محلی وغیرہم نہ صرف شامل بلکہ پیش پیش ہو کر عام مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت دینے لگے۔

اعلیٰ حضرت اور جن علماء اور صاحبِ اثر مسلمانوں نے ان تحریکات کو خلافِ شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا اور ان کا ساتھ نہیں دیا، ان کے خلاف تقریروں اور اخباروں میں دھمکیاں دی گئیں، مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔

اعلیٰ حضرت کو اور ہم لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور کانگرس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا، تحریک زور پکڑ گئی یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا عبدالسلام جبل پوری اور دوسرے علماء کے خلاف نہایت گندے حملے کئے جانے لگے، آخر مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی جانب سے اعلیٰ حضرت اور علماء حق کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا، اعلیٰ حضرت کی جانب سے الطاری الداری لہفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ) لکھ کر مولانا عبدالباری کو رجسٹری کی گئی، اور چھاپ کر شائع کی گئی، مولانا پر اس کا اچھا اثر ہوا، انہوں نے ان کا ساتھ تو نہیں چھوڑا لیکن رفتار سست ہو گئی۔

خلافت کمیٹی کی طرف سے ترکوں کے لیے خلافت راشدہ کے نہج پر خلافت کے حق میں مضامین اور بیانات شائع ہوئے تو مسئلہ خلافت کی شرعی تحقیق اور وضاحت کے لیے کتاب دوام العیش فی الائمۃ من قریش، اعلٰحضرت کی طرف سے شائع ہوئی —— جس میں بتایا گیا کہ اسلامی نقطہ نظر سے سلطان ترکی، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین تو نہیں ہو سکتا، تاہم سلطانِ اسلام کی حیثیت سے ان کی اور سلطنتِ اسلام کی حیثیت سے ترکی کی امداد و اعانت ہر مسلمان پر بقدر استطاعت فرض ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں آیت کریمہ لا ینھٰکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الآیہ پر بہت زور دیا گیا۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے فتویٰ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ) شائع ہوا جس میں قوی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ ہندوستان کے مشرکین، حربی کفار ہیں ان سے وداد و اتحاد اس آیت کریمہ کے تحت نہیں آتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس غیر شرعی ممنوع اتحاد کے سلسلے میں جابجا جلسے اور شور و شغب بہت زوروں پر تھا۔

رجب شریف ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں اجمیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی حاضر ہوا۔ آستانہ پر چند مقتدر علمائے کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر مجلس تھے، سب سے سلام و مصافحہ کے بعد میں بھی بیٹھ گیا —— معلوم ہوا کہ جمعیت علمائے ہند کے اہتمام سے ابو الکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے مختلف اشتہار شائع کر کے کیا ہے کانگرسی اور خلافتی لیڈروں کی طرف سے ہونے والی غیر اسلامی حرکات کو بند کرانے، رفع نزاع اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے علماء کی تازہ کوششوں کا جائزہ لیا گیا۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان "اتمام حجت تامہ" (۱۳۳۹ھ) شائع ہو کر ابو الکلام خلافت کمیٹی تک پہنچ چکا تھا۔ ابو الکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس

لہ یہ رسالہ مکتبہ قادریہ، لاہور نے ۱۹۸۰ء میں راقم کے مبسوط مقدمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ مسعود

اعلیٰحضرت کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی۔ آستانہ پر حاضر علمار جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے اس سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے اور رفع نزاع کے لیے ایک وفد کا اعلان بذریعہ اشتہار کر چکے تھے جو کھلے اجلاس میں ابو الکلام آزاد اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرے گا ــــ میں نے بھی وفد میں شامل ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر مولانا سید سلیمان اشرف نے یہ فرمایا کہ چونکہ اس عام اجلاس کے مہتمم کو وفد کے علمار کے نام لکھ کر دیئے جا چکے ہیں، اب کسی اور کو وفد میں شامل کیا جانا قاعدہ کے خلاف ہوگا۔ آپ دیگر معاون علمار کی طرح وفد کے ہمراہ جا سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت کے موقف کے مطابق مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات کا مجموعہ مسمیٰ بہ اتمام حجت تامہ طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکا تھا اور وفد کے جانے سے پہلے اجلاس عام کے منتظمین کو بھیجا جا چکا تھا تاکہ وہ ان سوالات کا جواب تیار رکھیں ــــ میں نے اتمام حجت تامہ بہت غور سے مطالعہ کیا، ایک دو خاص شدید اعتراضات، جو اتمام حجت تامہ میں نہ تھے مگر میرے ذہن میں پورے ثبوت کے ساتھ تھے، میں نے انہیں تازہ کر لیا۔

علمار کا وفد ۹ بجے شب کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرے علاوہ بے شمار علمار اور عوام اہل سنت بھی وفد کے ہمراہ بڑے وقار و تحمل کے ساتھ جا رہے تھے۔ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے مجھے اپنے درمیان لے لیا۔ ہم جلسہ گاہ پہنچے، بہت بڑا اجتماع تھا۔

کانگریس والنٹیرس نے ہمیں اسٹیج پر پہنچا دیا۔ مجمع کے درمیان اسٹیج تھا۔ اسٹیج کے درمیان صدر جلسہ ابوالکلام آزاد براجمان تھے ـــــ مولانا نثار احمد کانپوری، مفتی کفایت اللہ دیوبندی وغیرہم اسٹیج کی زینت تھے۔ وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی کرتے ہوئے اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مجمع میں پہنچ گئے ـــــ اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے اور کانگریس کا ساتھ نہ دینے والے علمار پر اشارۃً کنایۃً حملے کس رہے تھے، تقریر ختم ہوئی ـــــ

علماء وفد آزاد کے قریب تھے۔ میں آزاد کی پشت پر تین چار آدمیوں کے پیچھے تھا۔ ابوالکلام آزاد نے بلند آواز سے کہا:

"آپ لوگوں کا صدر کون ہے؟"

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے کچھ فرمایا، میں ان کا جواب نہ سمجھ سکا۔

ابوالکلام آزاد نے سید سلیمان اشرف کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔ سید سلیمان اشرف تقریر کے لیے کھڑے ہوگئے۔ تقریر کے دوران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کیے، اتمام حجت تامہ کے سوالات کا جواب طلب کیا، آزاد کے کچھ اخباری بیانات، کچھ تقریروں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے۔ اپنی کتاب الرشاد اور ایک اور کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے آزاد سے جواب طلب کیا اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا ——— آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا۔ اصل جواب سے پہلوتہی کرتے ہوئے اس نے اپنی جوابی تقریر میں کہا:

"کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد، مجھ پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں سب غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔"

آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ اب یہ حضرات جا سکتے ہیں ——— اسی دوران میں بہت پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں پھیل چکی ہے، کس طرح انکار کر رہے ہیں ——— میں کھڑا ہو گیا۔ کفایت اللہ اور ایک اور صاحب نے میرا دامن کھینچا مگر میں بڑھ کر آزاد کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے مجھ سے کہا کہ "آپ بھی کچھ کہیں گے؟" ——— میں نے کہا کہ "آزاد صاحب سے کچھ پوچھنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں" ——— آزاد نے کہا "کہیے!" ——— اسٹیج کا ہر فرد اور پورا مجمع مجھے دیکھنے لگا ——— میں نے آزاد سے ذرا بلند آواز سے کہا:

"آنجناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گزارش یہ ہے کہ

اخبار زمیندار، لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں بنایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پنڈال میں، امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبۂ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت و حقانیت کی شہادت دی" ___ ایک مشرک کی صداقت و حقانیت کی شہادت خطبۂ جمعہ میں! ___ یہ کیسا اسلام ہے؟"

یہ سنتے ہی آزاد کا چہرہ فق ہو گیا ___ ایک دو منٹ تک مجھے دیکھتا رہا، پھر بولا:

"لعنۃ اللہ علی قائلہٖ"

میں نے کہا:

"آزاد صاحب! یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرا دیجیے تو امید کہ توبہ کے قائمقام ہو جائیں۔"

پھر میں نے کہا ایک بات اور عرض کرنا ہے:

"اخبار تاج (جبل پور) فلاں تاریخ، فلاں نمبر میں ہے کہ" الہ آباد کے ایک جلسۂ عام میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے کرسئ صدارت سے اعلان فرمایا کہ مقامات مقدسہ کا فیصلہ اگرچہ ہمارے حسب دلخواہ بھی ہو جائے تب بھی ہم اس وقت تک چین نہ لیں گے، جب تک گنگا اور جمنا کی مقدس سرزمین کو آزاد نہ کرا لیں گے" ___ بحیثیت مسلمان ہونے کے گنگا جمنا بھی آپ کے نزدیک مقدس ہیں؟ استغفراللہ"

اس پر آزاد نے کہا:

"میں نے یہ پرچے نہیں دیکھے، لعنۃ اللہ علی قائلہ"

اس پر بھی پھر میں نے یہی کہا:

"لعنت کے یہی الفاظ توبہ کے قائمقام اخبارات میں بالاعلان شائع ہونے چاہئیں۔"

اس کے ساتھ ہی میں نے اتمام حجت تامہ کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے ابوالکلام آزاد سے کہا:

"یہ ستر سوالات کا ایک مجموعہ ہے جس کے ہر سوال کا مفصل اطمینان بخش جواب آپ کی طرف سے دیا جانا چاہیے۔"

اس کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے ابوالکلام آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور خلافتِ اسلامیہ کی خدمت ہر مسلمان پر بقدرِ وسعت فرض ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ کی خلافِ شرع حرکات میں سے کچھ کا بیان تو مولانا سید سلیمان اشرف کی تقریر میں آچکا ہے۔ باقی کا ذکر جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے شائع شدہ اشتہار بعنوان اتمامِ حجت تامہ میں ہے، وہ اشتہار آپ کو پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں بعض غیر اسلامی حرکات پر حضرت مولانا برہان الحق صاحب نے آپ کا مواخذہ کیا ہے۔ آپ جب تک ان تمام حرکات سے، توبہ نہ شائع کریں گے ہم آپ سے علیحدہ ہیں۔"

آزاد نے وعدہ کیا کہ اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے توبہ کا اعلان شائع کر دیا جائے گا ـــــ ہمارا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس روانہ ہوا۔ میں بھی پیچھے پیچھے چلا ـــــ والنٹیئر والے ہمیں اپنے گھیرے میں لے کر پنڈال کے باہر تک پہنچا دیا۔ ہم سب واپس چلے ـــــ راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کر دیا۔"

ہم سب مکان پر پہنچے، معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت انتظار فرما رہے ہیں ـــــ یہاں اعلیٰ حضرت کو پہلے ہی سے کانگرس پنڈال میں ابوالکلام کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی پوری رپورٹ مل گئی تھی ـــــ پردہ کرا کے اندر ہی وفد کو اعلیٰ حضرت نے بلوایا، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے بحضور یہ عرض کیا:۔

"حضور! برہان میاں نے بہت جرأت و ہمت سے کام لیا، یہ صرف حضور ہی کا فیض ہے۔"

اعلیٰ حضرت نے دعائیں دیں، ہم سب باہر آگئے، مولانا نعیم الدین صاحب اور مولانا سلیمان اشرف صاحب جو باہر سے تشریف لائے تھے، اسٹیشن روانہ ہو گئے، ہم لوگوں نے آرام کیا ـــــ صبح نمازِ فجر کے بعد ایک صاحب اسٹیشن سے آئے

جو اسٹیشن پر بسکٹ وغیرہ بیچتے تھے، انہوں نے بتایا: "ڈیڑھ دو دن پہلے میں ابوالکلام کو ایک مجمع گھیرے ہوئے تھا، میں بھی کھڑا ہو گیا، ان کی زبان سے یہ الفاظ سنے:

"بعض باتیں حقیقت ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اب ہمیں آزادی کا جو مسئلہ حل کرنا ہے اس کے آگے اب تمام باتیں فی الحال زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہیں مگر احتیاط بہرحال ضروری ہے۔" [1]

میں دو ہفتے بریلی رہا، پھر واپس چلا آیا۔

---

[1] یہ واقعہ ۱۴ رجب ۱۳۳۹ھ کو پیش آیا، تمام تفصیلات "روداد مناظرہ" کے نام سے جماعت رضائے مصطفٰے (بریلی) نے نادری پریس، بریلی سے چھپوا کر اس زمانے میں شائع کردی تھیں، حال ہی میں محمد جلال الدین قادری نے "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" کے عنوان سے مفصل و مبسوط مقدمے کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کردی ہیں۔ مسعود

۷

وصالِ امام احمد رضا

حیٌ عن بنیہ فکیف یموت
انما المیت ھالک الاوھام

امام احمد رضا

۷

جس زمانے میں میری بچی زکیہ طلعت اور میرے بچے محمد نعمان الحق کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت علالت اور گرمی کی وجہ سے بھوالی میں تشریف رکھتے تھے، صفر ۱۳۴۰ھ / ستمبر ۱۹۲۱ء میں بچوں کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے خادم اور والدۂ زکیہ مرحومہ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا جس میں غمخواری اور دلداری کا حق ادا کر دیا، درحقیقت یہ تعزیت نامہ بستر علالت سے تحریر فرمایا تھا بلکہ اپنے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا تھا کیونکہ علالت و نقاہت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود نہ لکھ سکتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت کی یہ کیفیت ہمارے علم میں نہ تھی، اعلیٰ حضرت نے اس لئے تحریر نہ فرمائی کہ ہم لوگ پریشان ہوں گے لیکن بچوں کے انتقال کے بعد تعزیت نامہ کے فوراً ہی بعد اعلیٰ حضرت نے اپنی ساری کیفیت تحریر فرما دی۔ اس میں ایک یہ حکمت بھی تھی کہ ہم تعلق و محبت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی فکر میں اپنا غم بھول جائیں گویا اپنی علالت کی خبر دے کر بھی ایک طرح تعزیت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت نے دوسرا والا نامہ ۸ اور ۹ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا، یہ اعلیٰ حضرت کا آخری خط ہے اور قابل مطالعہ ہے، اس لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

مکتوب اعلیٰحضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت بابرکت مولانا عید الاسلام وامام الاسلام بالخیر والسلام حضرۃ الاسلام آمین !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ایک وقت میں تین واقعے ایسے نہیں کہ انسان کے پائے ثبات میں کچھ تزلزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہ تعالیٰ علمائے عاملین وجبالِ وقار و تمکین سے ہیں، خط تعزیت کا فقیر نے نورِ عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ کو لکھا، اگرچہ جناب کو حاجت نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے، ان دونوں صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل، تلقین و صبر فرما دیجئے۔ ضرور ضرور ضروری تھا کہ فقیر اس وقت تعزیۃً حاضر ہوتا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک بخیالِ فکر و ملالِ جناب گزارش نہ کی تھی، عرض کرنی یوں بھی مناسب ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب اور نورِ عین برہان میاں اور اس سارے مبارک گھر کو میرے ساتھ ہے، اس کی نظیر کم ہے، اس طرف فکر کی مشغولی ادھر کے غم سے شاغل ہوگی اور اس محتاج دعا کے لئے خالص قلب سے دعا فرمائیں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ میری نجات و شفا کی کافل ہوگی۔

بھوالی میں ۱۹ ذی الحجہ سے چار روز مجھے شدید بخار آیا، پانچویں دن درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ دردِ جگر سے متبدل ہوا، محرم کا دن اور آٹھویں شب جیسی گزری الحمد للہ رب العٰلمین، الحمد للہ علیٰ کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار ——
وہاں نہ کوئی طبیب، نہ کچھ دوا، اوپر کی سانس کے ساتھ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر کی ایک طرف بان کے برابر موٹی ریخ کئی انگل بلند ہوئی اور دوسری طرف سے دوسری اور دونوں میں کنکیا کی طرح سے پیچ ہوئے پھر

وہیں بیٹھ گئیں، اس کے ساتھ بار بار یہ ریاح قلب کی طرف متوجہ ہوتے معلوم ہوتے تھے، اس وقت اندیشہ زیادہ ہوا، حدیث میں دعا ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھی ——— ان پر بیشمار درودیں ہوں، فوراً بڑی بڑی ڈکاریں آنی شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ ریاح قلب پر سے صاف ہو گئے، یہ رات کے ۱۲ بجے کا واقعہ ہے۔

اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم رکھا جائے؟ ———
میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر وہی دعا پڑھی، بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہٖ تعالیٰ خفت، تین بجے کے قریب پھر جگر پر اجتماع ریاح اور اشتدادِ درد ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی فوراً دوسری اجابت ہوئی اور درد میں بفضلہٖ تعالیٰ خفت ہوئی، چار بجے پھر ایسا ہی ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً اجابت ہوئی اور بحمدہٖ تعالیٰ درد بالکل جاتا رہا ——— یہ ان کا فضل ہے، یہ ان کا کرم ہے،
افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ الیٰ ابد الآبدین فی کل آن وحین بعدد کل ذرۃ الف الف الف مرۃ آمین، والحمد للہ رب العٰلمین۔

اور ایک عجیب واقعہ استماع فرمائیے جسے میں نے طبیبوں کے سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہاری طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یطبیعات میں کچھ بتا ہے، وہی جواب ملا، حاشا! بلکہ یہ رحمتِ خاصہ خدا ہے، اس مرض کے ساتھ ہی بشدت کھانسی و زکام اور بلغم میں لزوجت ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بدشواری جدا ہوتا، کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھٹکے ہوتے اور جگر و پہلو میں درد، ان کو ان جھٹکوں کی اصلا خبر نہ ہوتی

ـــــــــ ایک صاحب کے پاؤں میں زخم ہے، کھانسی آتی ہے، وہاں درد ہوتا ہے اور یہاں برابر کے اعضا میں درد، اور ان کو ان جھٹکوں کی اصلا اطلاع نہیں فالحمد للّٰہ الکریم حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ویرضٰی۔

غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوا انچ کھل گیا، رانوں کا ابتدائی حصہ اتنا رہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے ـــــــــ شدتِ قبض و ہیجانِ ریاح کا سلسلہ اب تک ہے۔

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے، مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، لاری میں میرے لئے پلنگ بچھا کر لائے اور بعونہٖ تعالیٰ بہت آرام سے آنا ہوا، یہاں جب تک آیا ہوں اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشا سے ظہر تک کی نمازوں کو چلا، آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے، عصر بھی مسجد میں ادا کی، پھر بخار آگیا اور اب مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی، پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے، اس نے بالکل گرا دیا، نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے اس پر سے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار ہمت سے ہوتا ہے، الحمد للّٰہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے، دل جانتا ہے ـــــــــ آٹھویں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے، مکان سے مسجد تک کرسی پر جانے میں وہ تعب ہوتا ہے کہ بیٹھ کر سنتیں بھی بدقتِ تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس تکان سے عشا تک بدن چور رہتا ہے، نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے دو دو قرع کی قدر رکی رہتی ہے پھر باذنہٖ تعالیٰ چلنے لگتی ہے لہذا با دلِ ناخواستہ حاضری سے معذور ہوں۔

میں نے حامد رضا خاں، مصطفےٰ رضا خاں سے کہا تھا کہ میں نہیں جا سکتا، تم دونوں میں سے کوئی خدمتِ حضرتِ مولانا میں حاضر ہو مگر وہ

اس سخت مخدوش حالت میں مجھے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے ۔۔۔۔

یہ سب حالات میں نے شکرِ نعمتِ الٰہی و طلبِ دعا کے لئے لکھے ہیں، میں قسم
دیتا ہوں کہ جناب یا نورِ عینی برہان میاں حالتِ موجودہ میں عیادت کے لئے
ہرگز تکلیف نہ فرمائیں، وہیں سے دعا ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اگر وقت
آگیا ہے تو میں ان سے کہہ دونگا کہ جب یاس سمجھو فوراً حضرتِ مولانا کو
تار دیدو کہ نماز میں شرکت جناب فقیر کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ باعثِ رحمت و
برکت ہوگی، سب احباب کو سلام اور طلبِ دعا۔ والسلام مع الاکرام

۸ صفر ۱۳۴۰ھ

مخلصان کرام حکیم صاحب و برادران حکیم صاحب و دادا بھائی و عبد الکریم بھائی
و قاسم بھائی و امثالہم سے بالخصوص بعد سلام طلبِ دعا ہے۔ یہ دو خط صبح سے
رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوا پایا۔ والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۹ صفر ۱۳۴۰ھ

بقلم مصطفےٰ رضا خاں

نوٹ:۔ شخصیت کے رازہائے سربستہ اس کے خطوط سے معلوم ہوتے ہیں۔ خط بات چیت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں انسان خود کو نہیں چھپاتا۔ برخلاف تقریر اور تصنیف و تالیف کے، ان میں مقرر یا مؤلف و مصنف کا چھپنا بہت آسان ہے۔ اس لئے شخصیت کی جانچ پڑتال کرتے وقت اس کی خلوتوں کا حال ضرور معلوم ہونا چاہئے۔ بسا اوقات جلوت و خلوت میں اتنا تضاد ہوتا ہے کہ انسان دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتا ہے مگر امام احمد رضا کے خطوط کے مطالعے سے ان کی سیرت اور تابناک نظر آتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت اور شہادت ہے کہ ان کی سیرت سچی اور ان کے احوال و اقوال پاکیزہ تھے۔ مثلاً یہی خط لیجئے جو اس وقت پیش کیا گیا ہے۔

یہ خط امام احمد رضا نے متفرق اوقات میں انتقال سے ... دو ہفتے قبل ۸ اور ۹ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو اپنے صاحبزادے مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا۔ اس خط سے امام احمد رضا کی

(بقیہ صفحہ آئندہ)

اعلیٰ حضرت نے ۱۷ صفر ۱۳۴۰ھ کو مندرجہ بالا خطاز رسال فرمایا اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو اعلیٰ حضرت کا وصال ہوگیا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کا تار جب جبل پور پہنچا، اس وقت انتہائی سخت بخار میں بالکل غافل تھا، مجھے رات قدرے ہوش آیا تو دیکھا کہ والد ماجد کے پاس شہر کے لوگ بہت آجا رہے ہیں، میں حیرت میں تھا، مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی، صرف چچا عبدالشکور صاحب نے استفسار فرمایا تھا "برہان! کیسی طبیعت ہے؟" میں نے الحمدللہ کہا ——— چچا نے فرمایا "برہان! اعلیٰ حضرت کی کیا عمر ہوگی؟ ——— میں نے

———

سیرت کے مندرجہ ذیل پہلو نظر آتے ہیں :-

۱- اپنی تکالیف کو صبر و شکر کے ساتھ بیان کرنا اور شکایت کا ایک لفظ زبان سے نہ نکالنا۔

۲- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں پر اس قدر وثوق و ایمان کہ دعا کو دوا بنا لینا۔

۳- عین بیماری و مصیبت میں حمد و شکر کرنا۔

۴- شدید ضعف و نقاہت کے عالم میں نماز باجماعت اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا۔

۵- دوستوں کا اس حد تک پاس و لحاظ کہ ان کو اپنی عیادت کے لئے تکلیف دینا گوارا نہ کرنا۔

۶- مرنے کے لئے اطمینان و سکون کے ساتھ تیاری، نہ کوئی پریشانی اور نہ کوئی گھبراہٹ۔

بیشک قرآن کریم میں انہی حضرات کے لئے ارشاد ہوا ہے :-

(۱) یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۚ

(سورۃ الفجر، ۲۷ - ۳۰)

(ترجمہ) "اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ آ، پس میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں چلا جا۔"

(ب) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورۃ البینۃ، ۸)

(ترجمہ) "خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی"

مسعود

کہا، "مجھے صحیح طور سے یاد نہیں مگر ستر کے اندر اندر ہے" ——— پھر میں نے چچا سے پوچھا، "آپ نے یہ کیوں دریافت فرمایا؟" ——— اس پر چچا نے کہا، "نہیں ایسے ہی ذکر نکلا تھا تو ہم نے پوچھ لیا۔"

صبح سنیچر کو مسجد میں فاتحہ کا انتظام تھا۔ جب مجھے وصال کی اطلاع ملی، شدتِ غم سے مجھ پر غفلت طاری ہو گئی، کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، میں فاتحہ میں شریک ہوا اور وہاں حضرت کا تعزیت نامہ اور علالت کا والا نامہ پڑھ کر میں نے سنایا، ہر شخص کے آنسو جاری تھے اور میں شدتِ گریہ کے سبب بہت ہی سنبھل سنبھل کر والا ناموں کے کلماتِ طیبات کو پڑھ سکا۔

اعلیٰ حضرت کی شفقت و عنایت خادم کے حال پر تھی ہی لیکن آج بھی اعلیٰ حضرت کے نورِ نظر حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب، متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و فیوضہ و برکاتہ کی نظرِ کرم و عنایت فقیر پر اور فقیر کے خاندان پر ویسی ہی ہے جیسی اعلیٰ حضرت کی تھی، ہر سال عرس قدس عید الاسلامی میں جبل پور کرم افزائی فرماتے اور ہفتوں بلکہ کبھی کبھی مہینوں سے بھی زیادہ قیام فرماتے ہیں، آج چار سال سے ضعفِ شدید اور گوناگوں امراض کے سبب عرس میں تشریف نہ لاسکے مگر فقیر پر اکرامات و انعامات حسبِ سابق ہیں۔ بارک اللہ لنا۔

فقیر نے تعمیرِ پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور مسٹر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں، وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بعونہٖ تعالیٰ قلم بند ہے مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا، نہ اس کی اشاعت ضروری سمجھی، مسٹر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد و پریشانی سے محفوظ رکھے آمین، واللہ الموفق۔

"اکرامات مجدد زماں بر بندۂ برہاں" کے مختصر واقعات ختم ہوئے نور
اللہ تعالیٰ قلوبنا وعیوننا و اذھاننا واجرامنا بفیوض مجدد الدین
والملۃ و امام اہل السنۃ وشیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت
مولانا محمد احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفضلہ العظیم
ولطف نبیہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

الفقیر عبد الباقی
محمد
کتبہ - برہان الحق القادری الرضوی
السلامی الجبلفوری غفر لہٗ

۸

مکاتیب امام احمد رضا

اے تو کہ از نامِ تو می بارد عشق
از نامہ و پیغامِ تو می بارد عشق
عاشق شود آنکہ بکویت گزرد
آرے از در و بامِ تو می بارد عشق

فہرس

مکتوب نمبر ۱ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۲۷ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

" ۲ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۴ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء

" ۳ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۲۳ ر رجب ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء

" ۴ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

" ۵ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

" ۶ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

" ۷ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۴ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

" ۸ بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری،
——— محررہ ۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

مکتوب نمبر ۹ بنام قاری بشیر الدین جبلپوری ،

——— محررہ ۴ر صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

" ۱۰ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری ،

——— محررہ ۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

" ۱۱ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری ،

——— محررہ یکم شعبان ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

" ۱۲ بنام مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری ،

——— محررہ ۲۵ر شعبان ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

۱

۸۹

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المعظم ذی المجد والکرم فاضل الاتم احسن الشیم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

"فیصلۂ حق نما" حاضر کر چکا ہوں، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے دوسرے فتوی پر ساڑھے تین سو اور کامل کا ۴۹ صفحہ پر ایک خط، جس میں ان اعتراضات کا فیصلہ ان کے انصاف پر رکھا ہے، پرسوں جمعہ کو مولوی حامد رضا خاں سلمہ نے رجسٹری رسید طلب بھیجا ہے اور کل شنبہ کو فقیر نے نہایت دوستانہ طرز پر مناظرہ کی دعوت کا خط رجسٹری جوابی ارسال کیا ہے، ۹ رجب روز پنجشنبہ سے ۱۴ رجب روز سہ شنبہ تک مارہرہ مطہرہ میں حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ہے، صاحب سجادہ حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی بے حد خوشی ہے کہ جناب قدوم میمنت لزوم سے سماع فرمائیں، زبانی بھی فرمایا تھا اور پھر تحریر آگئی نقاضے آئے لہذا مستدعی کہ تا حد امکان ضرور ضرور یہ استدعا منظور فرمائی جائے۔

بخدمت والدہ ماجدہ تسلیم و برہان میاں و زاہد میاں سلام و دعا، برکات علم و عمل۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہ

۲۷ جمادی الآخرہ ۳۲ھ

۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظۂ گرامی جناب مولانا المبجل المکرم المعظم المفخم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
ذی الفضائل القدسیہ الفواضل الانسیہ قامع الرذائل الانسیہ جناب مولانا مولوی
محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

آپ پر جو سوانح گزر رہے حصۂ اکابر میں ہوتا ہے اشد بلاء
الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور پہلے سے اس کی اطلاع کر دی گئی
تھی کہ بغتۃً نہ ہو ولنبلونکم بشیٔ من الخوف الیٰ قولہ تعالیٰ
واولٰئک ھم المھتدون ۰

جناب سے گزارش "حکمت بلقمان آموختن" ہے ——

ان للہ ما اخذ وما اعطیٰ کل شیٔ عندہ باجل مسمی
—— مولیٰ عزوجل اجر ------- دارین میں کرامت فرمائے
اور جانے والوں کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے۔

میں اپنی حالت کیا عرض کروں، اس پر قیاس فرمائیے کہ ایسے
سوانح پر ایک پرچہ تعزیت لکھنے میں یہ تاخیرِ کثیر! —— مولیٰ عزوجل
جانتا ہے کہ کتنے ارادے کیے مگر ما شاء اللہ کان ! ——
سوا اس کے فقیر کے پاس کوئی عذر نہیں کہ کرم سامی سے عفوِ تقصیر چاہے ——
جمعہ کو جسے آج بارہ دن .... خاص طور پر تیار کیے تھے،
آج تک حاضر نہ کیے، یہ محض عطیہ و موہبت سنیہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہیں —— ایک نقش مولانا مولوی برہان میاں سلمہ

سکے لئے ہے، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴ جمادی الآخرہ سنہ ۳۳ھ

یہ تین نقش جلیل ہیں، ان کے مختلف شرائط تھے اور بقدرتِ الٰہی اس جمعہ کو سب جمع ہو گئے اور ان سے اور زیادہ تھے، قمر سعد الاخبیہ میں، زہرہ و قمر کا قران، زہرہ شرف میں، مشتری بیت میں، زہرہ و مشتری کا قران، آفتاب خاص درجہ شرف میں، دن خاص جمعہ مبارک کا ــــــ ان کے فوائد، برکاتِ عظیمہ، مخلوق و خالق، سب کے نزدیک عظیم وجاہت، بعونہٖ تعالیٰ عمر بھر تنگی سے نجات، ہمیشہ وسعتِ رزق، محبتِ الٰہی، حیاتِ طیبہ، قلوبِ خلائق میں محبت ــــ ان میں سے دو نقشوں میں مکتوب لہٗ کے نام کے اعداد بھی داخل کیے جاتے ہیں، وقت بہت قلیل تھا، صرف بندرہ نام اس کے لئے تجویز کیے، ان میں ایک نام آپ کا تھا، نقوش حاضر ہیں، مولیٰ تعالیٰ مبارک فرمائے، ہر پنجشنبہ یا جمعہ کو انہیں لوبان کی دھونی دیا کریں اور اس وقت دام تاج زرقی یا حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دے کر مسلمان محتاج کو دے دیا کریں ــــــ ان عظیم نقشوں کی قدر کی جائے کہ ایسی ساعات کا پھر اجتماع بہت بعید ہے اور ہندوستان بھر میں پندرہ نام اس کے لئے مخصوص کیے گئے جن میں ایک آپ ہیں۔

والسلام

۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ جناب العوامل الفضل القدسیہ والفضائل الانسیہ حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبد السلام دامت فضائلہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' :-

صحتِ مزاجِ والا سے مطلع فرمائیں، فقیرِ بے توقیر سوا دعا کے کیا کر سکتا ہے؟ ——— مولیٰ عزوجل آپ کے وجودِ مسعود کو اسلام اور سنیت کے حق میں محمود و باجود رکھے، آمین۔ فقیر اپنے لئے بھی طالبِ دعا ہے۔

دو اشتہار حاضر ہیں، اپنی خیریت اور ان کی رسید سے اور پرچہ دربدر کی اشاعت سے مطلع فرمائیں۔

عزیزی مولوی برہان الحق صاحب بعد سلام مضمون واحد، سب احباب اہلِ سنت کو سلام مسنونۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ'
۲۳ رجب ۳۳ھ

۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

بشرفِ ملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد و الفضل و الکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ عمدی و انسی و بہجۃ نفسی جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم و اعلیٰ فی الدارین درجاتہم آمین!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ :-

مولیٰ عز و جل بمنہٖ و کرمہٖ و جاہ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب کو دائماً ابداً ظلِ ظلیل اسم کریم سلام میں آفاتِ دو جہاں و امراض سقام و شرِ اعدائے لیام سے امن و امان میں رکھے آمین ، ع

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

مولانا بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی حیاتِ گرامی سے ان تمام اقطار میں حیاتِ دین وابستہ ہے فاحیاکم و حیاکم و لا یفنی فحیاکم، آمین۔

یہ فقیر حقیر باوصف کثرتِ معاصی، ہر آن غیر محدود و نامتناہی نعم رب اکرم عز جلالہ وسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے و الحمد للہ رب العلمین —— ڈھائی سال سے اگرچہ امراضِ درد کمر و مثانہ و سر وغیرہا امراض کا للازم ہو گئے ہیں —— قیام و قعود، رکوع و سجود بذریعہ عصا ہے مگر الحمد للہ کہ دینِ حق پر استقامت عطا فرمائی ہے، کثرتِ اعدا روز افزوں ہے، اور حفظِ الٰہی تفضیل نامتناہی شاملِ حال، والحمد للہ رب العلمین! —— بایں ضعفِ بدن و قوتِ محن و کثرتِ فتن بحمد اللہ تعالیٰ اپنے کاموں سے معطل نہیں —— کھانے اور سونے کی فرصت نہیں ملتی ——

اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کہ ہر معین ومددگار عنقا ہے اور ان کے سوا کسی کی حاجت بھی کیا ہے؟ ——— الحمد للہ! جناب کی محبت خالصاً لوجہ اللہ صمیم قلب میں راسخ ہے کبھی نسیاً نامہ نہ لکھوں بلکہ بوجہ کثرتِ کار واذکار صحائف شریفہ یا عنایت نامہائے عزیز بجان مولوی برہان الحق سلمہ الرحمٰن کا جواب بھی نہ دوں مگر بحمد اللہ دل ہمیشہ یاد میں ہے اور زبان دعا میں۔

مولانا برہان الحق کا رسالہ دربارۂ تقبیلِ قبر، مدت سے آیا لکھا ہوا ہے، ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور فقیر کا مختار در بارۂ مزاراتِ طیبہ بلحاظ ادب منع عوام ہے۔

غزل جس کی ردیف "پھولوں کی" ہے، اکبر میرٹھی نے یہاں آکر اپنے تخلص سے پڑھی اور شائع کی، مولانا برہان الحق صاحب کو اب اس سے دستبرداری چاہیے ——— اس کے ایک مطلع میں یہاں اصلاح بھی دی گئی ——— "جب باغ جہاں کے مالی" ——— "مالی" کی جگہ "مالک" بنایا گیا کہ مولیٰ جل وعلا کو "مالی" کہنا خلافِ ادب ہے، مالی صرف ناظر و خادم باغ ہی ہوتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

مولانا برہان الحق صاحب کو سلام و دعا، سب احباب کو سلام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۴ ربیع الآخر شریف ۳۴ھ

مولانا مولوی سید سخاوت حسین صاحب سہسوانی مرحوم ومغفور یہاں کے ایک مستقل مستقیم سنی عالم تھے، زمانۂ حضرتِ والدِ ماجد قدس سرہ میں میرے یہاں کے مدرسِ اول بھی رہے تھے، وہابیہ سے سخت نفور تھے ——— فرمایا کرتے تھے، "وہابی اگر سامنے سے گزر جاتا ہے، دل پر تاریکی آجاتی ہے۔"

——— یہ غلام قطب الدین صاحب ان کے صاحبزادے ہیں، جب کبھی

یہاں تشریف لائے، فقیر کے ساتھ بہت خلوص سے پیش آئے ——— سر پر بال بہت لمبے مثل نسار تھے، فقیر نے عرض کی کہ "یہ حرام ہے" اسی جلسہ میں کتروا دیئے ——— ان کا "برہمچاری" لقب لعنۃ بندہ اللہ اور سخت معیوب ہے، فقیر کو خبر بھی نہیں کہ ان کا جلسہ کب اور کہاں ہوا کرتا ہے، میں کبھی حاضر نہ ہوا ——— بعض تحریرات میں اب ان کے کلمات حدِ شرع سے بہت متجاوز دیکھے، اگر وہ ملے تو ان سے ان شاء اللہ تعالیٰ کہا جائیگا، اگر یہ کلماتِ کفریہ کبھی ان کی نسبت سننے میں نہ آئے، نقل میں بھی بہت تفاوت ہوجاتا ہے، راوی کی تنقیح فرمائیے، اگر ثقہ معتمد ہے تو حکمِ شرعی میں کسی کی تخصیص نہیں جو اسلام و کفر کو یکساں، مسلم و کافر کو برابر کہے ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا ——— اور اگر بیانِ راوی میں کمی بیشی پائیے تو حکم بے ثبوتِ روشن ناممکن ہے ——— پھر بھی آزادمنش حضرات سے احتراز لازم۔

دوسرے بزرگ مدتوں وہابی رہے، ان کے حقیقی بھائی نے ان کے بدمذہب محض ہونے کی شہادت دی، اب تھوڑے عرصے سے وہ اپنے کو فقیر کا ہم مذہب ظاہر کرتے ہیں، جلسہ مدرسہ سے قبل ان کا ایک خط مشتمل عقائدِ اہلِ سنت آیا تھا کہ یہ میرے عقیدے ہیں اور اس جلسہ میں آنے کی اجازت چاہی تھی ——— یہاں سے لکھا گیا کہ اگر آپ کے یہی عقائد ہیں، تشریف لائیے، مگر آئے نہیں ——— وہ سخت مشکوک و مشتبہ حالت میں ہیں۔

دو کتابیں حاضر کرتا ہوں، مخالفین عاجز آکر وہابیہ کی روش چلا چاہتے ہیں، نصاریٰ کے یہاں نالش، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، دعا فرمائیں کہ مولیٰ سبحٰنہ ان کو اس ارادۂ ملعونہ سے اور دیگر ارادات فاسدہ ایذا رسانی، آبرو ریزی سے جن پر ان کے یہاں جلسہ ہو کر اجماع ہوگیا ہے باز رکھے آمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام صاحب دامت معالیہ ولو برکت ایام و لیالیہ آمین، بملاحظہ عالیہ کامل النصاب جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن

زین الزمن عبد الاسلام عبد السلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

مولیٰ عزوجل جناب نور عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ وسائر احباب کو شر اشرار سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، استودع اللہ تعالیٰ دینکم وعندکم وعافیتکم واولادکم وامور الکم ومالکم۔

برادر دینی حاجی عبد الرزاق صاحب پر اس سانحہ کے ورود سے صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون ——— عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الیٰ ربنا راغبون ——— ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم، مولیٰ عزوجل بہ وکرم وجاہ حبیبہ وقاسم نعمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو جلد ناجی وکامیاب فرمائے اور مخالفین کو مخذول و مقہور کرے۔ آمین۔

حاجی صاحب کا کشنی سے خط آیا ہے کہ "ضمانت پر رہا ہوا ہوں، انشاء اللہ العزیز کل اپیل کی درخواست کروں گا، حضرت مولانا عبد السلام صاحب قبلہ نے بہت بڑی سعی فرمائی جو حضرت مولانا کا حق تھا، امید قوی ہے بہت جلد کامیاب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح جبل پور جاؤں گا" ———

انتہیٰ بلفظہٖ ———

عجب ہے کشتی میں کوئی مسلمان ایسا نہ تھا کہ فوراً فوماد میں ضمانت کرالیتا
انا للہ وانا الیہ راجعون ——— حاجی صاحب جبل پور رہوں گے، یہ
نیاز نامہ حضرت کے اور ان کے دونوں کے نام ہے ——— حاجی
صاحب لاحول شریف کی کثرت بے تعداد رکھیں اور ہر بار کچہری کو جاتے
وقت حضرت عزجلالہ کی طرف متوجہ ہوکر حسبنا اللہ و نعم
الوکیل کہیں اور تاختم وقت بے گنتی اس کی کثرت رکھیں، نیز وقتاً فوقتاً
یہ دعائے جلیل کہ ارشاد حدیث ہے، پڑھیں :-

لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم، لا الٰہ الا اللہ رب
العظیم، لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوات السبع ورب
الارضین ورب العرش الکریم اصرف عنی شر
فلان فلان ——— فلاں فلاں کی جگہ حاکم اسکا نام لیں۔

——— صلوٰۃ الصلوات جامع البرکات ———

وقت غیر کراہت میں دو رکعت نفل، ہر رکعت میں قبل قرات (یعنی
پہلی میں بعد ثناء، قبل تعوذ اور دوسری میں قبل تسمیہ) یہ درود شریف ۱۵ بار
اور بعد قرات، پھر رکوع، قومہ، سجدہ، قعدہ، سجدۂ ثانیہ ———
ہر ایک میں دس بار پڑھیں :-

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدک وحبیبک
ورسولک النبی الامی وعلیٰ الہٖ۔

اس کے لئے اولیٰ وقت اشراق ہے، جس مہم کے لئے تین جمعہ
پڑھی جائے، باذنہٖ تعالیٰ ادا ہو ——— یہ مقدمہ مسجد ومقدمہ
حاجی صاحب دونوں کے لئے پڑھی جائے۔

حاجی صاحب کے لئے .... کا مجرب عمل بھیجتا ہوں،
ممکن ہو تو وہ خود پڑھیں، ورنہ ان کا دوست ——— آج سے میں بھی

انشاء اللہ العزیز حاجی صاحب کے لیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شروع کرونگا۔

دفع طاعون کے لیے اذانوں کا التزام رہے، ہر مکان میں بعد مغرب ۷ بار باآواز بلند اور ہر شخص آیۃ الکرسی ایک بار اور معوذات ثلاثہ ۳-۳ بار، صبح قبل طلوع شمس، شام قبل غروب اور سوتے وقت پڑھے اور جو بچے نہ پڑھ سکتے ہوں، ان پر دم کریں ——— سورۂ تغابن شریف روزانہ تین بار پانی پر پڑھ کر پئیں اور سب کو پلائیں ——— اس تعویذ کی نقلیں پاک سفید پرانے دُھلے کپڑے میں سب کے بازوئے راست پر باندھیں:-

ططططط ۷

جو کسی طاعون زدہ یا کسی بلا کے مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا ایک بار پڑھے گا ہمیشہ اس سے محفوظ رہے گا:-

الحمد للّٰہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا۔

عزیزہ سلمہا کی وداع بھی نکاح کے ساتھ ہے یا کب؟ ———

برکتِ دعائے سامی بخار تو اس ماہِ مبارک میں نہ آیا، مگر ۳۵ دن کے دورے نقاہت اتنا کر گئے کہ بات بمشکل ہوتی ہے ——— یہ ایک ورق کئی گھنٹوں میں بمشکل لکھا ہے۔ سب احباب کو سلام، بچوں کو دعا۔

فقیر قادری غفرلہٗ

۱۳ ربیع الاول شریف ۳۸ھ

۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد الاتم والکرم الاعم وحسن الشیم والعلم و العلم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ سعید الاسلام مولانا مولوی محمد عابد السلام صاحب ادام اللہ تعالےٰ معالیہ و بارک ایامہ ولیالیہ واوصلہ من کل شرف عوالیہ و حفظ اولادہ واحبابہ و موالیہ، آمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ :-

دعائے جناب واحباب سے غافل نہیں، اگرچہ منہ دعا کے قابل نہیں، اپنے عفو و عافیت کے لیئے طالبِ دعا ہوں کہ سخت محتاج دعائے صلحا رہوں ——— اجل نزدیک اور عمل رکیک، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل -

چار دن کم پانچ مہینے ہوئے، آنکھ دکھنے آئی اور اس پر اطوارِ مختلفہ وارد ہوئے، ضعف قائم ہوگیا، سیاہ خیالات نظر آتے ہیں، آنکھیں ہر وقت نم رہتی ہیں ——— اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہ سکا، اب یہ ہے کہ چند منٹ نگاہ نیچی کیئے سے آنکھ بھاری پڑ جاتی ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے ——— پانچ مہینے سے مسائل و رسائل سب زبانی بتا کر لکھے جاتے ہیں ——— بارہویں ربیع الاول کی شام سے ایک ایسا مرض لاحق ہوا کہ عمر بھر میں نہ ہوا تھا، نہ اللہ تعالیٰ کسی سُنی کو اس میں مبتلا کرے ——— پچہتر گھنٹے کامل اجابت نہ ہوئی، پیشاب بھی بند ہوگیا، مولیٰ تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجۂ غایت ہے، نواں روز ہے، بخار کا دورہ ہوا، ضعف کو اور قوت بخشی، روز تجربہ کیا، مسجد تک جانے آنے

کے تعب سے فوزاً بج رآجاتا ہے ــــــ مجبورانہ کئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بٹھا کر چار آدمی لے جاتے اور لاتے ہیں ــــــ ظہر کو جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں، طالبِ دعا ہوں۔

معجون دماغ افروز، سرکارِ ابد قرار مارہرہ مطہرہ کے مجربات سے ہے، زمانۂ حضرت سیدنا شاہ آل محمد و سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بار ہا تیار ہوتی اور تقسیم فرمائی جاتی، میرے لئے بنی ہے، باذنہٖ تعالیٰ مقوی ارواح، نا شفِ رطوبتِ دماغ ہے، چالیس تولے جناب کے لئے حاضر کرتا ہوں، ۹ ماشے سے شروع فرمایئے، پھر باذنہٖ تعالیٰ موافق آئے تو روزانہ تولہ بھر تناول ہو، یہی موسم اس کے استعمال کا ہے۔

نورِ عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ اور ان کی اخوات و بنات و سائر مخدرات کو دعا، جناب والدہ صاحبہ کو تسلیم۔ دادا بھائی، عبد الکریم بھائی، قاسم بھائی، حکیم عبد الرحیم صاحب، سید رعایت علی صاحب و سائر احباب و منیبانِ ثواب کو سلامِ سنۃ الاسلام۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب ہستم ربیع الآخر شریف ۳۹ھ

۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب سلمہ السلام بالعز والاکرام
بسامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؛۔

رب عزوجل یہ نعمت تازہ مبارک کرے اور اسے اپنے اور نور عینی برہان میاں کے سلسلے میں مدارج عالیہ علم و عمل کو پہنچائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیہم اجمعین۔

تین تعویذ حاضر کرتا ہوں، بچے کے گلے میں ڈالے جائیں، ۴۰ دن تک ہر روزانہ بچے کو ناج سے تول کر ناج محتاج کو دیں پھر باذنہ تعالیٰ سال بھر تک ہر سہ ماہ تولیں ——— دوسرے سال ہر دو ماہ پر ———
تیسرے سال، تین مہینے پہ پھر اور چوتھے برس ۴ مہینے اور پانچویں ساڑھے چار مہینے پر، چھٹے سال ہر ششماہی پر، ساتویں برس ہر سہ سال۔

اشتہار کے صرف ۵۰ پرچے یہاں تھے وہ بھجوا چکا ہوں، اس بارے میں ایک اور رسالہ چھپ رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ جامع و مانع و کافی و وافی ہوگا۔
سب صاحبوں کو سلام ؛ والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۱۴ جمادی الاولیٰ ۲۹ھ

۸

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا
مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب علیہ الاسلام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولیٰ تعالیٰ عزوجل اس نعمت تازہ کو مبارک فرمائے ——

میرا معمول یہ رہا ہے کہ جتنے بیٹے بھتیجے پیدا ہوئے عقیقہ میں سب کا نام نام اقدس رسالت پر رکھا اور پکارنے کے لیے کچھ اور —— اس نعمتِ تازہ کا عقیقہ بھی اسی مبارک نام پر ہو اور عرف لمعان الحق۔

پچاس تولہ معجون حاضر ہے، اب مقدار خوراک بتدریج دو تولہ تک بڑھادی جائے کہ پھر موسم گرما آجائے گا —— مولیٰ عزوجل نفع تام بخشے، بعد فراغ بعونہٖ تعالیٰ نسخہ بھی حاضر کردونگا۔

سب احباب کو سلام۔ والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

بملاحظہ مولانا ومکرمنا جناب مولوی قاری بشیر الدین صاحب دام کرمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

غفر اللہ ـــــــــ واجزل ثوابکم واخلفکم خیرا منہا ولاتزالستم فی العافیۃ الھنیۃ آمین ـ

فقیر انشاء اللہ العزیز ارادہ حاضری رکھتا ہے، ممکن ہے کہ حاضر ہو کر ادائے تعزیت کرے ، والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ شب دوشنبہ

۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
نورِ حدقۂ افضال، نورِ حدیقۂ کمال عزیز بجان سعادت نشان
مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ تجلیات النور المطلق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

بعد دعائے ترقیات ظاہر و باطن، دو تعویذ حاضر کرتا ہوں جس پر "یاکافی" لکھا ہے، بازوئے راست پر باندھا جائے اور جس پر "یاشافی" لکھا ہے، ناف پر اور ایک رکابی کی ترکیب مرسل ——— ہر امراضِ صعب سے باذنہٖ تعالےٰ شفا ہے، سات یا گیارہ روز ان شاءاللہ تعالیٰ کافی ہوں گے، ورنہ چلّہ کیا جائے۔

مولانا و بالفضل اولانا اپنے والدِ ماجد سلمہ اللہ تعالیٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے، آپ کے اس لفظ سے کہ "ہمیشہ مریض رہتے ہیں" تفکر ہو گیا ہے، مولیٰ عزوجل بمنہٖ وکرمہٖ ان کو جملہ بلیات و آفات سے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حفظ و امان میں رکھے اور آپ اور آپ کے بھائیوں کو ان کے سایۂ کرامت کے نیچے مدارجِ عالیہ تک ترقی دے، خدا نہ کردہ کیا مرض ہے؟ ——— تفصیل لکھئے اور یہ رکابی علاج عام ہے، مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ بھی استعمال فرمائیں۔

آپ اب کیا پڑھتے ہیں؟ ——— اطلاع دیجئے ———

دربارۂ اذان جو وہاں ایک شخص مخالف پیدا ہوا تھا، اس کا کیا انجام ہوا اور شہر میں کیا حالت ہے؟ ——— بعض رسائل جدیدہ حاضر کرتا ہوں، ایک نسخہ بھیجتا ہوں کہ شاید سلامۃ اللہ لاھل السنۃ

۱۴۰

بکس پہلے مرسل ہو چکے ہیں ——— وہاں کی قدر حاجت پر سب مجھے اطلاع نہیں، جو جو رسالہ مطلوب ہو اطلاع دیجئے۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کا سلام گزارش کیجئے، اپنی والدہ صاحبہ عافہا اللہ تعالےٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہٗ
۱۰ ذی الحجہ ۳۲ھ

۱۴۱

۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولدی الاعز اخذ روحی وبہجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالیٰ من سبحنہ برہان الحق المبین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ ۹ دن ہوئے، حاضر کیا ہے، امید کہ پہنچا ہو، اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا، بخار زیادہ آیا، غفلت رہی، تین دن کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوا۔

معاملہ ممبری میں بحمد اللہ تعالیٰ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفےٰ رضا کا نام شہود میں لکھوایا ہے، وہ بفضلہ تعالےٰ کچہری سے گھبراتا ہے، کل اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے حاضر ہونا نہیں پڑتا اور میری صحت جبل پور میں بہت اچھی رہی، امراض کو بفضلہ تعالیٰ کمی رہی اور حضرت مولانا کی برکت سے حکیم عبد الرحیم صاحب سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے، وہ بہت غور سے معالجہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جس پر میں نے اسے اجازت دی، بیلی بھیت سے میں تنہا تفریحیں کرتا ہوا، مانک پور ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا غالباً روز سہ شنبہ حاضر نہ ہو سکا، اطلاعاً گزارش ہے۔

خط اول میں ایک استفسار تھا، اس کے جواب کا طالب ہوں۔ والسلام

سب حضرات کو سلام مسنون۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ
غرہ شعبان الخیر یوم الجمعۃ المبارک ۳۷ھ

تک پہلے مرسل ہو چکے ہیں ——————— وہاں کی قدر حاجت پر سب مجھے اطلاع نہیں، جو جو رسالہ مطلوب ہو، اطلاع دیجئے۔

حضرتِ مولانا دامت برکاتہم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کا سلام گزارش کیجئے، اپنی والدہ صاحبہ عافہا اللہ تعالےٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہٗ

۱۰ ذی الحجہ ۳۲ھ

۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولدی الاعز احتر روحی وبہجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالیٰ من سبحٰنہ برہان الحق المبین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ ۹ دن ہوئے، حاضر کیا ہے، امید کہ پہنچا ہو، اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا، بخار زیادہ آیا، غفلت رہی، تین دن کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوا۔

معاملہ ممبری میں بحمد اللہ تعالیٰ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفےٰ رضا کا نام شہود میں لکھوایا ہے، وہ بفضلہٖ تعالےٰ کچہری سے گھبراتا ہے، کل اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے حاضر ہونا نہیں پڑتا اور میری صحت جبل پور میں بہت اچھی رہی، امراض کو بفضلہٖ تعالیٰ کمی رہی اور حضرت مولانا کی برکت سے حکیم عبدالرحیم صاحب سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے، وہ بہت غور سے معالجہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جس پر میں نے اسے اجازت دی، پیلی بھیت سے میں تنہا تعزیتیں کرتا ہوا، مانک پور ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا غالباً روز سہ شنبہ حاضر نہ ہو سکا، اطلاعاً گزارش ہے۔

خط اول میں ایک استفسار تھا، اس کے جواب کا طالب ہوں والسلام

سب حضرات کو سلام مسنون۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

غرہ شعبان الخیر یوم الجمعۃ المبارک ۱۳۳۷ھ

12

۷۸۶

نورِ عینی و درۃ زینی جعل کاسمہ برہان الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔

"جدول مطالع البروج" و "جدول تعدیل النہار" مع تفاصیل آئیں، ابھی ان کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوئی ——— ایک شخص نے ایک رسالہ چھاپا کہ پیروں اور مزاروں کو سجدہ جائز ہے اور اس میں کتب ائمہ پر کمال افتراؤں سے کام لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ لکھا کہ جو مخالفت کرے شقی، ملعون، شیطان راندۂ درگاہ ہے ——— تین جگہ سے یہ رسالے یہاں آئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں میں اضطراب ہے، اس کا رد لکھا گیا ہے، نو جزر کے قریب تو ہو گیا ہے اور قدرے باقی ہے۔

زیرِ ناف اسی درد کے چار دورے شوال کی ان تاریخوں میں ہو چکے، حضرت مولانا دامت فیوضہم کی رائے اس سال میری حاضری کی نہ ہوئی اور یہاں بھی لوگ تو نا ہی سنتے، اب حاجی لعل خاں صاحب نے بھی ممانعت ہی لکھی ہے، ناچار اس سال جانا ملتوی رکھا، زاہد میاں سلمہ کی شادی ربنا تعالیٰ مبارک کرے، سب احباب کو سلام۔

۲۵ شوال ۳۷ھ

نسیم الریاض آپ کے پاس کس مطبع، کس سنہ کی ہے، تحریر فرما کر بھیجیں، بخدمت حضرت مولانا تسلیم مع التکریم۔

۹

نوادرات امام احمد رضا

للہ در مؤلف اھدی لنا

درّا لقد شرح الصدور صدورہٗ

شیخ عطیہ محمود ہیکل حفظہ

فہرس

۱۔ سند اجازت بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری مکتوبہ ۲ ذی القعدہ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء

۲۔ قطعہ تاریخ وفات سکینہ خاتون والدہ مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء)

۳۔ مکتوب امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء)

۴۔ مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی محمد برہان الحق جبل پوری
(مکتوبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء)

۵۔ مکتوب امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبلپوری
(مکتوبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء)

۶۔ رسالہ تعدیل النہار مصنفہ امام احمد رضا (مکتوبہ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء)

۷۔ جدول تعدیل النہار جبل پور مستخرجہ مفتی محمد برہان الحق جبلپوری
(مصححہ امام احمد رضا ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء)

۸۔ مکتوب امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبلپوری
(مکتوبہ ۹ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خصص من الامة المرحومة بركات الاسناد وسلاسل الاولياء الامجاد والصلاة والسلام على سيد الاسياد سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه الكرام الى يوم التناد - امين

وبعد فقد سألني العالم العامل الفاضل الكامل تقي الشباب نقي الثياب المتحلي بحلية الفضل المعنوي والكمال الصوري مولانا المولوي محمد عبد السلام الجبلفوري زين الله وجهه وقلبه بالضياء النوري اجازة الصحاح الستة وسائر كتب الاحاديث والفقه والتفسير والكلام وغيرها من مروياتي عن المجيزين الكرام والاذن بالوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقة العرفاء الامجاد تحسينا لظنه منه بعبده الفقير في حقه وان لم اكن اهلا لما هنالك فاجبته اليه لما رأيت من اهليته لديه واجزته بجميع ما اجازني به شيخي وسيدي ومولاي ومرشدي وكنزي وذخري ليومي وغدي السيد الشاه ال رسول الاحمدي المارهروي وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة احمد بن زيني بن دحلان والسيد الجليل حسين بن صالح جمل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن بن عبد الله السراج المكيون والشيخ الاجل السيد الشاه ابو الحسين احمد النوري حفيد حضرة شيخي وبجميع ما انا مأذون به من السلاسل العلية القادرية القديمة والجديدة والرزاقية والمنورة والاهدلية والجشتية والسهروردية والنقشبندية القديمة والجديدة والبديعية والعلوية المنامية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب النور والبهاء في اسانيد الحديث وسلاسل الاولياء فكل ما فيه عن حضرة شيخي رضي الله تعالى عنه فانا ماذون به من لدنه وما فيه عن غيره فانا مجاز به عن حضرة شيخي وحامل خيري وكذا اجزته بالوعظ والافتاء والدرس بشرائطها المعلومة عند اهلها فليتثبت وليجتنب الخطأ والغلط والجرأة والشطط وليتق الله ربه ولا ينسني من دعائه الصالح كان الله له في الدنيا والاخرة وجمعنا جميعا في الدارين بنعيم الفاخر امين وكان ذلك لثلث خلون من ذي القعدة الحرام يوم الجمعة مباركة افضل الايام سنة ١٣١٣ من هجرة سيد الانام عليه وعلى اله الكرام افضل الصلاة والسلام والتحية

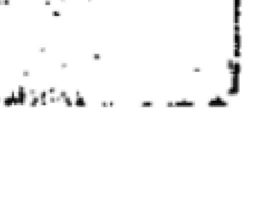

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوي
عفي عنه بمحمد المصطفى النبي الامي
صلى الله تعالى عليه وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفہ امینہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجہ
محترمہ جناب فضائل انتساب فواضل مآب جامع السنن السنیہ ماحی
الفتن الردیہ جناب مولوی محمد عبد السلام صاحب
قادری جبلپوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض النوری آمین

حلّت لمن عبد السلام حلیلۃ
فی العدن وہی حصینۃ ورزینۃ
ہی للعفاف مدی الحیاۃ لزینۃ
وبعفو ربی فی الممات مزینۃ
سأل الرضا علم الوفاۃ مع الدعا

قلت اثر خیر التابوت فیہ سکینۃ
۱۳۲۹ھ

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس

۱۴۲۶

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

آرمین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب [illegible] قاسم [illegible] اكرم [illegible] الاكرام

السلام عليكم [illegible]

وان في الله عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل فائت وانما المحروم من حرم

الثواب وانما يوفي الصابرون اجرهم بغير حساب وبشر الصابرين

الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون

اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم

المهتدون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آمين آمين آمين [illegible]

[illegible] السلام [illegible] الاكرام

[illegible]

[illegible]

الله العلی
العزیز
تحیات

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از جانب [illegible] بخدمت [illegible] عزیز بجان سعادت نشان [illegible] محمد عبدالباقی [illegible] الحق و دین
[illegible] السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد حمد و دعا [illegible] ثبوت ظاہر و باطن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اطلاع [illegible]
[illegible] و آفات [illegible]
[illegible] اور آپ [illegible]
[illegible] خدا [illegible]
[illegible] اطلاع دیجیے
در بارہ اذان [illegible] ایک شخص [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] اطلاع [illegible]
[illegible] اطلاع [illegible]
[illegible]
[illegible] اطلاع دیجیے۔ والسلام فقیر [illegible] عفی عنہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لک الحمد یا من تکثرت عطاؤہ وکفی صلواتہ ودوامہ علی المصطفی

والہ وصحبہ فی اتباعہم وعون الورثۃ اتباعہم

سپس بعد السلام ابن سپاس — کہ از شکر خالق بود شکر آس — و [illegible]

جلیبید [illegible] رو خوش سست — ندا زخود شد [illegible] — کز [illegible] سلام [illegible]

تو آرم جناب آن محترم — بر [illegible] از وطن خادم — سلامت بود [illegible]

بحق محمد علیہ السلام — الٰہی بجملہ مرتبان حق — بود [illegible] دور [illegible]

برآمد تو نسل تو دائما — بود [illegible] — تو ای حافظ حق [illegible]

از آنجا بود [illegible] — ہمیشہ بود [illegible] — محمد بود غوث [illegible]

بود [illegible] معنی وجود — بے [illegible] حافظ از ہر [illegible] — تو ای [illegible]

ز در [illegible] — خوش [illegible] بلند سزاوار حمد [illegible]

جناب محترم ذی المجد والکرم [illegible] المسنیہ ماحی الغش الذی جامع الفضائل [illegible]

[illegible] التقدیس جامع [illegible] مولانا [illegible] ما نقشا ہند [illegible]

سلام [illegible] دام فیضہ علی الانام آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شب دوشنبہ ۵ محرم الحرام [illegible]

میرے لیے پیر آیا [illegible] بڑی نعمت بفضلہ عزوجل یہ [illegible] نماز مغرب کا [illegible] تھا۔

[illegible] ۶-۲۲ میرا آمد تھی کہ ہنوز وقت مغرب کا تھا اور صرف ۸ منٹ باقی

مگر [illegible] بفضلہ تعالی ۱۵ منٹ [illegible] شاہجہان پور [illegible] اور ۱۰ منٹ [illegible]

تمام [illegible] وقت [illegible] وللہ الحمد [illegible] احباب کثرت [illegible]

[illegible] دعا کا [illegible]

حتی البقاع اسواقہا سے نفور ہوں بازاروں میں لائے تھا میں
کمپنی باغ کی ٹھنڈی سڑک پر جس کے دونوں پہلو عجب خوشنما سایہ دار
وہوا دار اشجار کی قطار در قطار [illegible] پر سڑک [illegible] ہوں دس بجے تک
موٹر [illegible] سواریاں بہت آہستہ روی کے ساتھ [illegible] پہنچا فقیر نے
ابتداء مسجد کی نماز [illegible] ہوئی [illegible] ۱۱ بجے [illegible]
۱۲ بجے بخار آ گیا [illegible] بہت سردی معلوم ہوئی - پلنگ اندر لیا گیا - رضائی
اوڑھی اور سردی [illegible] دوسرے دن بفضلہ تعالیٰ [illegible] برکت دعا کی جناب [illegible] خوب
آیا اور بخار اتر گیا - تیسرے دن پیاس اور درد سر کی شدت رہی کل روز [illegible]
سب دنوں سے زیادہ [illegible] آج بفضلہ تعالیٰ بہت افاقہ [illegible] زائل ہیں البتہ
درد سر میں [illegible] تخفیف [illegible] وہاں [illegible] احباب [illegible]
ہیں [illegible] الحمد للہ علمائے کرام [illegible] کے [illegible] خلوص [illegible] اخلاق
مجھ جیسے بے مقدار کے ساتھ [illegible] جائے - یہ سب برکات
جناب میں [illegible] اللہ تعالیٰ فیہم وبارک وعلیہم - میں [illegible] سے
اندیشہ کرتا ہوں کہ [illegible] الانسان ہوں کوئی نام سہواً نہ رہ جائے [illegible]
اس [illegible] گھر کے خورد و کلاں کا ذکر نہیں کرتا [illegible]
عبد الشکور [illegible] و زاہد میاں و فضل [illegible] میاں [illegible]
[illegible] اپنی خواہش سے عبد القیوم و عبد الودود [illegible] سہرے [illegible]
کرنے کے چھوٹے چھوٹے [illegible] اور [illegible] بھائی [illegible]
بھائی حکیم عبد الرحیم صاحب سید [illegible] ماسٹر محمد [illegible] اکبر خاں صاحب [illegible] صاحب
[illegible] بھائی و منشی [illegible]
و [illegible] استاد حسین و نظیر خان [illegible]
عمر [illegible] عبد الرزاق [illegible]

نقل بھی بفضلہ تعالیٰ عافیت سے دیکھا۔ مگر ان کا دیکھنا ذکر دیوان کی کیا

کم نہ کی اور زیادہ تر میں بے علاوہ سینہ تعویذ کے ہوتا تو ذکر کیا ہے ہر روز تجدید ہوتی

ہو سے عز و جل اسکو بالخیر والعافیہ رکھے اور اسکے صدقہ میں اس فقیر اور

اسکے اعزہ کو بھی۔ آمین۔ ان صاحبوں اور سعید رعایت علیکم۔ و حافظ

کریم بخش صاحب و شیخ محمد حسین و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و شیخ قاسم

صاحب کو دعا و بو عبد الرحیم صاحب و حاجی عبد الغفور صاحب و محمد و زین محمد و اسمعیل و بشیر

و سعید الرحیم بن کریم بخش صاحب و شیخ ~~محمد حسین~~ کو دعا فرمان والسلام بخش مدظلہ

فان و محمد حسین یاران سیما و قاسم علی و عبد الحکیم و حکیم بخش و نظیر خان و عثمان

و قسیمہ ہم سب ایک نشانہ و جملہ اتباعین قرابت کی سلام مسنونہ واللہ اعلم

دو بجری و کمترہ فواد کی مولنا برکات میاں عزیزہ سعیدہ کی شادی کب

تک تاریخ مقرر ہوگی۔ شہر کی میں گئی۔ والسلام فقیر

یوم الخمیس ۱۱ رجب المرجب سنہ ہجری قدسیہ علی صاحبہا و آلہ الف الف صلوٰۃ و تحیۃ آمین

حکمیہ جو کہ دیوان کہیں کہیں سے دیکھا اور بعض اغلاط ظاہر اور بعض تحریر

بھی ہیں اگر حکمیہ کی بابت اطلاع دو یا گرامی جو بوجہ اغلاط تحریر

ضروری ہیں تو ایک نسخہ اور بھیجیں گے اور اسکا فہرست اغلاط

بنا کر بھیجنے کی اجازت دے۔ والسلام

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

تعدیل النہار

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

فائدہ ۔ تقویم تعدیل انساب [illegible] ۵ [illegible] حسینہ [illegible] نجومی [illegible]

[illegible] سے تفاوت [illegible] مثال زہرہ [illegible] کا تعدیل انساب [illegible] تعدیل اعظم [illegible]

جلجیو [illegible] [illegible]

[illegible] ۹ ۳ ۲ ۵ ۶ ۲ ۳ ۲ ۳ ۵

[illegible] ۹ ۲ ۲ ۵ ۱ ۹ ۲ ۲ ۳ ۲

[illegible] ۹ ۲ ۲ ۸ ۹ ۲ ۳ ۲ ۶ ۲ ۲ ۳ ۲

[illegible] تعدیل انساب [illegible] ۱۱ ۱۳ ۳۵۱۹۳

۱۰ ۱۳ ۴۹۱۲۸

[illegible]

۱۶۵۱۲۷ ۔ ۵۳۹۲

۱۵۳۰ ۔ ۴۲۶۵

۲۶۸۵۰

۳۱۸۴۵

۵۹۹۰

۵۴۲۸۵

۲۲۶۵

۲۵۳۶

۱۱۹۰

زہرہ کا وقت ۳۳ ۲۳ [illegible] یعنی جلجیو میں

زہرہ [illegible] غروب [illegible] ب

اور طلوع نجومی [illegible] ۵ [illegible] اور اس [illegible] کیا

بالکل [illegible] غروب [illegible] غروب ب [illegible]

اور حسینہ [illegible] یعنی جلجیو [illegible] ۱۳ [illegible]

[illegible] اور سب [illegible]

[illegible] فائدہ [illegible]

[illegible]

پر طلوع نجومی سے سو۔ منٹ کی کمی کرا اور غروب نجومی پر شرھنا [illegible] کی تعدیل کا واہ
جمع کی تو تیس کرا نقصان کا تعدیل کرنا ہو۔ یہ اور سمت [illegible] طلوع و غروب [illegible]
تعدیل کیا جا سکتا ہے [illegible] کہ سکنڈ ہو تفاوت ہو گا۔ پھر اگر [illegible]
[illegible] وقت پر جبلپور کا [illegible] انشان [illegible] پر توجہ [illegible]
اور موضع [illegible] یعنی طول [illegible] سے شمالی [illegible]
نقطہ ارتفاوت [illegible] منٹ سکنڈ اس وقت [illegible] کم کر لو اور [illegible]
کم [illegible] جبلپور تو وقت [illegible] پر شرھا کو یہ [illegible] کم ہو جائیگا [illegible]
غروب نجومی جبلپور [illegible] سکنڈ [illegible] سو۔ منٹ
[illegible] سکنڈ [illegible] کی تعدیل [illegible] جمع [illegible]
نجومی [illegible] سکنڈ [illegible] طلوع نجومی [illegible] سکنڈ [illegible]
سو۔ منٹ [illegible] جمع [illegible] زائد کی [illegible]
یعنی وقت [illegible] جبلپور [illegible] طلوع [illegible] منٹ [illegible] اور غروب
[illegible] سکنڈ [illegible] شرقی [illegible] تو [illegible]
[illegible] طلوع [illegible] غروب [illegible] شمال [illegible]
غروب نجومی [illegible] سکنڈ [illegible] = [illegible] اس [illegible] کی تعدیل [illegible]
نقصان [illegible] باقی [illegible] نجومی [illegible]

تمنہ تھا اس سے ۱۵ منٹ [illegible] اور [illegible] تعدیل [illegible] کا [illegible] حملہ [illegible]
باقی [illegible] ۴۹ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible]
[illegible] سے [illegible] دسمبر [illegible] منٹ [illegible] اور [illegible] ۵ [illegible]

مطالع البروج

اس جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شہر مطلوب میں [illegible] البروج کا [illegible] درجہ [illegible]
[illegible] اس کے [illegible] وقت [illegible] مناسبت [illegible] جدول [illegible]
[illegible] مطالع الاستواء کا جدول [illegible] ہے [illegible] عرض البلد
[illegible] مطالع
[illegible] سے [illegible] مطالع البروج [illegible]

[illegible] عرض البلد [illegible] قمر [illegible]

[illegible] ہے [illegible] قمر [illegible]
[illegible] باقی [illegible] جدول [illegible]
[illegible] باقی وقت [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] جدول [illegible] سے [illegible] باقی [illegible]
[illegible] گا — [illegible] کے لیے جدول تعدیل [illegible]

مثال ۸ رجب المرجب ۱۳۳۰ یوم پنجشنبہ مطابق ۸ اپریل ۱۹۱۲ء کو — (۱) ۲۲۳۳۰

جلسہ میں عمر کا مرفوع ثانی مطلوب ہے — (۲) ۸۸۸۷۰

مرفوع ثانی دہمی ۸ اپریل ۳۱۳ تک — (۳) ۱۱۲۳۳۱

سیا تختانی ۸ اپریل ۲۲۶۰ — (۴) ۱۰۷۷۷۳

۲۲۱۴ — ۱۱ — (۵) ۲۱۲۲۱۸

کسر ۲۲۲۱ مقام تحتانی مضاعف لیا — (۶) ۲۱۶۲۲۱

مقابل ۴ = ۱۰۷۷۷۳ — (۷) ۳۱۱۰۱

مقابل ۳ = ۸۸۸۷ — (۸) ۳۳۵۵۳۸

مقابل ۲ = ۸۸۸۷ — (۹) ۳۱۹۹۹۲

۹۹۹۵۳۳۳

دیکھو ترتیب انگشت رہے مرفوعہ ہی میں تھا یہ اور حاصل بحر ہو گئی

تقسیم ضرب میں لیا ہے بحساب تقاطع انضمامی یہ مرکز ہو گیا

میرے مرتبہ کا حاصل ۹۹۵ ہے مجموعہ اسے مرفوع ثانی مرتبہ کا ہے کم ہی سے ۴۸۳ کے

راست دیکھو ۳۰ منٹ جواب ۱ اوقت رہا جب لینا تو

۹۹۵ / ۸ ۳۸۳۵

ایک گھنٹہ ۳۰ منٹ مثال اس کا ۲ بج کا مرتختانی مطلوب

مرتختانی مرتبہ ۸ اپریل ۱۰۳۳ اس کا کسر ۲۱۱۹ تقاطع تقسیم مطابق

مرفوع ثانی ۸ ۳۱۳

۱۲ ۲۱۱۹

۳۹۹۹۶ = ۹

۳ ۳۳۳ = ۱

۸۸۸۷ = ۲

۹۷۳۱۳۳

حاصل ۱۰۹۷ سے منٹ مرتختانی مرتبہ کے لیا

اسی طرح ۸ سو گھنٹہ جواب ۸ اپریل کا دن ۹ بج کر ۲ سو گھنٹہ — ۱۰۳۰ ۲۱

اور اس کے ہر ایک ہی ماہ میں تو ۹ بج کر ۸ منٹ — ۹۷ / ۳۶ ۲۱

[illegible] ۱۱ [illegible]

[illegible]

غروب قمر

۲۹ [illegible] وقت ۵

۱۹ ۵۷ [illegible]

[illegible] ۲۸ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲	۷	۱۶
	۱۲	۶
		۲۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۳۰ [illegible]

جدول [illegible] مثال [illegible] ۱۹ [illegible] مطابق [illegible] نومبر [illegible] ۱۹۰۶ [illegible]

[illegible] ساعت ۱۹ [illegible] ساعت [illegible]

[illegible] غروب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جواب [illegible]

[illegible] وقت غروب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رؤیت ہلال

[illegible]

[illegible]

[illegible] محفوظ رکھیں

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] تمام [illegible] اب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آمین والحمد للہ رب العالمین

جدول تعدیل النهار حبلسو ۷

	حمل میزان			ثور عقرب			جوزا قوس			
	ه	'	''	ه	'	''	ه	'	''	
۰	۰	۰	۰	۳	۵۴	۳،۴۰	۹	۲	۱۸،۱۴	ل
ا	۰	۱۰	۱۳،۱۵	۵	۸	۳۰،۱۵	۹	۸	۲۸،۱۴	کط
ب	۰	۲۰	۲۶،۱۳	۵	۱۷	۴۷،۴۴	۹	۱۴	۲۹،۴۰	کح
ج	۰	۳۰	۳۰،۲۹	۵	۲۷	۵،۱۴	۹	۲۰	۱۸،۱۲	کز
د	۰	۴۰	۵،۱۱	۵	۳۶	۱۷،۲۶	۹	۲۵	۵،۱۰	کو
ه	۰	۵۱	۳،۱۳	۵	۴۵	۲۶،۲۶	۹	۳۰	۲۳،۱۲	که
و	۱	۱	۱۳،۱۳	۵	۵۴	۳۲،۱۳	۹	۳۶	۴۲،۱۵	کد
ز	۱	۱۱	۲۴،۱۱	۶	۳	۳۳،۱۵	۹	۴۱	۵۳،۱۶	کج
ح	۱	۲۱	۳۴،۱۲	۶	۱۲	۲۸،۱۱	۹	۴۶	۴۹،۱۶	کب
ط	۱	۳۱	۴۴،۱۰	۶	۲۱	۱۸،۱۹	۹	۵۱	۳۴،۱۱	کا
ی	۱	۴۱	۵۴،۱۰	۶	۳۰	۴۱،۱۲	۹	۵۶	۲،۱۹	ک
یا	۱	۵۲	۲،۱۲	۶	۳۸	۴۵،۱۱	۱۰	۰	[illegible]	یط
یب	۲	۲	۹،۱۴	۶	۴۷	۲۰،۱۲	۱۰	۴	۳۸،۱۵	یح
یج	۲	۱۲	۱۵،۱۱	۶	۵۵	۴۹،۱۶	۱۰	۸	[illegible]	یز
ید	۲	۲۲	۱۹،۱۵	۷	۴	۱۳،۱۳	۱۰	۱۲	[illegible]	یو
یه	۲	۳۳	۲۲،۱۳	۷	۱۲	۳۶،۱۸	۱۰	۱۵	۴۶،۱۲	یه
یو	۲	۴۳	۲۴،۱۰	۷	۲۰	۴۲،۱۲	۱۰	۱۹	۴،۱۶	ید
یز	۲	۵۳	۲۳،۱۹	۷	۲۸	۴۷،۱۰	۱۰	۲۳	۱۳،۱۳	یج
یح	۳	۳	۲۲،۱۳	۷	۳۶	۴۵،۱۲	۱۰	۲۵	۴،۱۶	یب
یط	۳	۱۳	۱۸،۱۲	۷	۴۴	۳۴،۱۴	۱۰	۲۶	۴۳،۱۸	یا
ک	۳	۲۳	۱۳،۱۰	۷	۵۲	۲۰،۱۵	۱۰	۳۰	۹،۱۶	ی
کا	۳	۳۲	۵،۱۵	۷	۵۹	[illegible]	۱۰	۳۳	۴۱،۱۹	ط
کب	۳	۴۱	۵۵،۱۶	۸	۷	۳۴،۱۵	۱۰	۳۵	[illegible]	ح
کج	۳	۵۱	۴۳،۱۶	۸	۱۴	۴۶،۱۸	۱۰	۳۶	۵،۱۴	ز
کد	۴	۱	۲۹،۱۱	۸	۲۲	۱،۱۱	۱۰	۳۷	۳۴،۱۵	و
که	۴	۱۱	۱۳،۱۱	۸	۲۹	۹،۱۰	۱۰	۳۸	۵۳،۱۹	ه
کو	۴	۲۰	۵۳،۱۳	۸	۳۶	۲،۱۵	۱۰	۳۹	۵۶،۱۰	د
کز	۴	۳۰	۲۹،۱۲	۸	۴۲	۵۰،۱۲	۱۰	۴۰	۴۹،۱۳	ج
کح	۴	۴۰	۳،۱۹	۸	۴۹	۲۸،۱۹	۱۰	۴۱	۲۱،۱۵	ب
کط	۴	۴۹	۳۵،۱۲	۸	۵۵	۵۸،۱۴	۱۰	۴۱	۴۲،۱۶	ا
ل	۴	۵۹	۳،۱۰	۹	۴	۱۸،۱۴	۱۰	۴۲	۴۹،۱۶	۰
				اسد دلو			سرطان جدی			

[illegible]

اب جدول مطالع البروج بافق [illegible] عرض شمالی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور اسکا [illegible]

[illegible]

مطالع البروج [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت بابرکت مرشدنا علیہ الرحمۃ ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک ... میں ... انسان ... حیات میں مجھ ...

... حضرت ... نصیحت ... سلسلہ ...

... صاحب ... کامل ... فرمایا ...

... تفصیل ... مجھ ...

عرض ہے کہ یوں بھی مناسب ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب سے ہے ... اور اس سال بھی

ہمارے گھر کو میری ساتھ ... اور ... شامل ہوگئی اور اس محتاج کو

کیلئے خالص قلب سے دعا فرمایئے ... نجات وشفا کا باعث ہوگا۔ ہوئی یعنی ۱۹

ذوالحجہ ... روز ... شدید بخار آیا ... دن ... ہوا ... متعدد

محرم ... دن اور ... شب ... الحمد للہ ... حال ...

... طبیعت ... دوا ... معلوم ہوتا تھا ... اور کبھی ...

اور ... معلوم ہوتا تھا ... ایک طرف ...

اور ... اور دوسری طرف ... اور دونوں میں ... پھر ...

... قلب کی طرف متوجہ ہو ... معلوم ہو ... اس وقت ... زیادہ ...

... ارشاد فرمایا ... قلب ...

... آخر ... اور ...

... ہو گئے ... حضرت ...

... دعا ... اجابت ہوئی اور ... حضرت ...

... اور ... دعا ... فوراً دوسری اجابت ہوئی۔

اور ... بفضلہ تعالیٰ ... ہوئی ... دعا ... فوراً اجابت ہوئی

... بالکل ... افضل صلوات اللہ و

اکمل تسلیماتہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ الی ابد الآبدین فی کل

آن وحین بعدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف الف مرۃ آمین

و الحمد للہ رب العالمین اور ایک عجیب القصہ استماع فرمائیں جب سے میں طبیبوں کے
سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہاری طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یا طبیعت یا کچھ بتا سکے
یہی جواب ملا بلکہ حاشا کہ یہ برکت خاصہ خدا کی اس مرض کیا تھا ہی کی شدت کھانسی و دمہ
پیدا ہوئی اور بلغم میں سرخیت ایسی کہ وہ من و دس کھنکھار [illegible] ہوتا ہی جدا ہوتا کہ کھانسی
وسعت شدت کی اتنے تیغنے تھے اور کھنکھار و بیلو میں [illegible] اونکے ان کھنکھاروں کی اصلاح خبر
نہ ہوتی ایک پیسہ کے بابون میں زخم کر کھانسی تھا زور ان دونوں درد ہوتا تھا اور سیان برابر ایک اعضا
میں درد اور اونکے ان کھنکھاروں کی اصلاح ہی نہیں فالحمد لوجہہ الکریم حمدا کثیرا طیبا
مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی مرض یہ دوسرا تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت سب جاتا رہا
ہو اتنے تبخل کیا [illegible] ابتدائی جو اشارہ کیا جتنے بائیس دن [illegible] بازو کی شدت تھی
و بیچوان ریاح کا سلسلہ ایک مہینہ جو دن محرم کو بیمار ہوا [illegible] آیا - لاری کا [illegible] اصحاب
ہو [illegible] بعض [illegible] لاری کیا [illegible] تھا کر لائی اور [illegible]
بہت آرام سے آنا ہوا یہاں جب تک آیا ہوں اتنی قوت باقی تھی کہ [illegible]
نہ [illegible] آذان کرسی [illegible] بیٹھا کر [illegible] میں آئے بعض بھی مسجد میں ادا کی پھر نماز [illegible] اور
اب [illegible] ایک ہفتہ [illegible] طاقت [illegible] استعمال شروع ہوئی [illegible]
نمازیں [illegible] کرسی پر [illegible] اور سر [illegible] بیٹھے بیٹھے [illegible] تین تین بار ہمت سے
ہوتا ہے الحمد للہ [illegible] فرض و وتر اور صبح کی سنتیں [illegible] کھڑے ہو کر پڑھتا
ہوں [illegible] ہوتی کہ دل چاہتا ہے آٹھویں دن جمعہ کی حاضری کو [illegible]
[illegible] کرسی پر [illegible] میں [illegible] ہوتا ہے [illegible] سنتیں بھی [illegible] تمام [illegible] جاتی
ہیں اور اوس [illegible] تک [illegible] رہتا ہے [illegible] کی یہ حالت ہے [illegible] ایک ایک
منٹ میں [illegible] دو دو [illegible] رہتی ہے پھر [illegible]
[illegible] حامد رضا خاں مصطفیٰ رضا خاں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] والسلام

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ

اور

ترکِ موالات

مع اضافاتِ جدیدہ

از

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

محدّث بریلوی

امام احمد رضا محدّث بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ناشر

ادارۂ مسعودیہ کراچی

۲/۶،۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

اجالا

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ کراچی

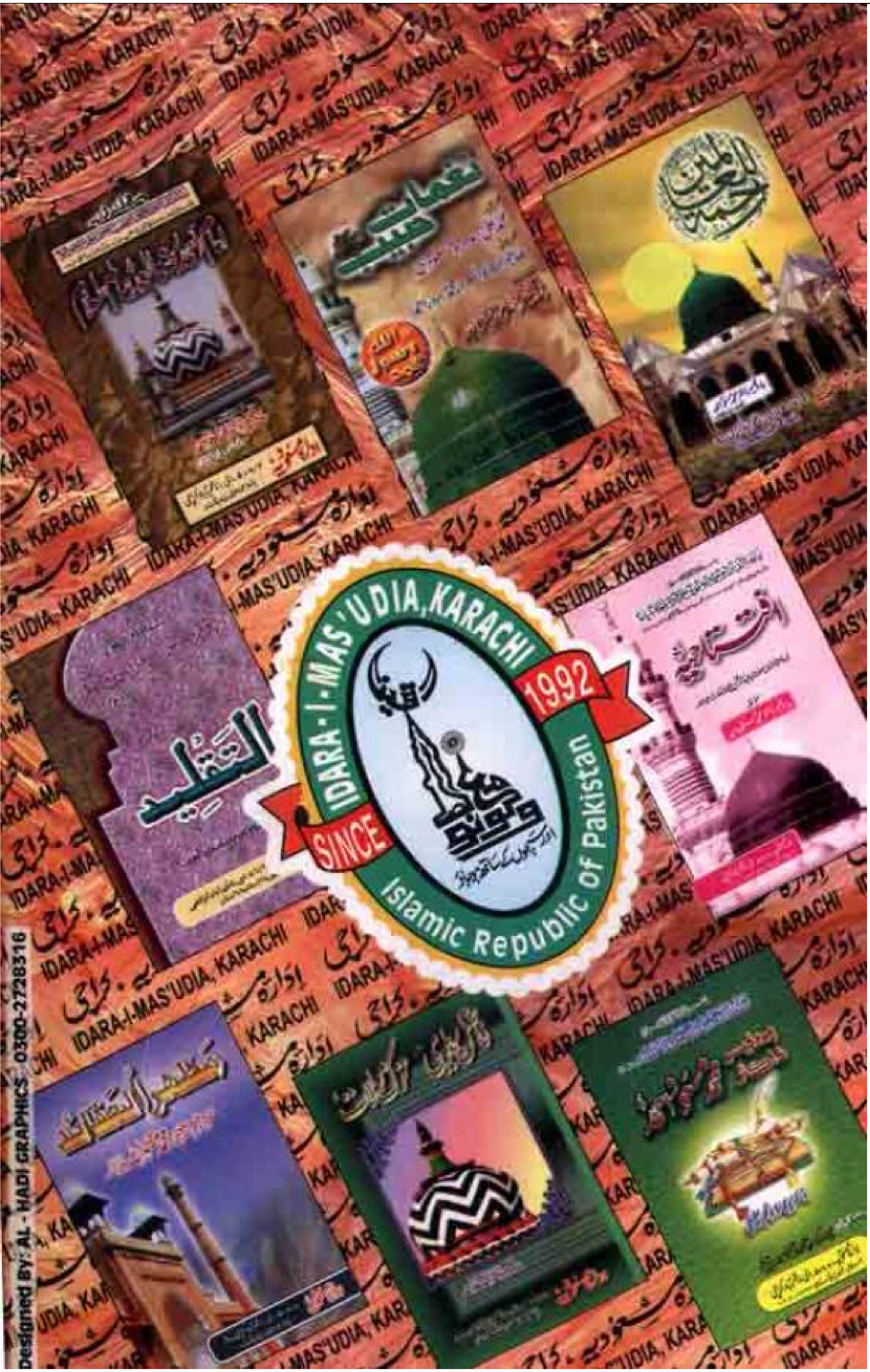
IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI
SINCE 1992
Islamic Republic of Pakistan
Designed BY: AL - HADI GRAPHICS 0300-2728316